بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِستَبِقُوا الخَیرَات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں۔"

(الہام المسیح الموعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

(المصلح الموعودؓ)

جلد ۱۹ | صلح ۱۳۵۲ھش | شمارہ ۳

جنوری ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر

عبدالباسط شاہد

فہرست

پبلشر:- محمد شفیق قیصر

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت:- دفتر ماہنامہ "خالد"

دارالصدر جنوبی ربوہ

سالانہ چندہ: چھ روپے

قیمت فی پرچہ: ساٹھ پیسے

اداریہ

جلسہ سالانہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کی تربیت اور باہم اتفاق و محبت پیدا کرنے کی غرض سے قریباً پون صدی قبل جلسہ سالانہ کا آغاز فرمایا تھا۔ اس وقت سے ہی یہ اجتماع جماعتی ترقیات میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جلسہ میں انتہائی ذوق و شوق سے شریک ہونے والوں کی غیر معمولی تعداد اور اس میں ہر سال اضافہ چشمِ بصیرت رکھنے والوں کے لئے خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقانیت کی روشن دلیل ہے۔

علمی لحاظ سے یہ جلسہ ایک بے مثال فائدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز و ایمان پرور خطابات جو اس جلسہ کی روح ہیں اور بزرگ علماءِ سلسلہ کے محققانہ مضامین و بیانات جذبۂ تحقیق و جستجو کی تکمیل اور علمی ترقی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس اہم جلسہ اور اس میں شامل ہونے والوں کیلئے بہت دعائیں کی ہیں اور جلسہ میں شامل ہونے والے ان دعاؤں کی قبولیت کا نشان ہیں اور ہر وہ شخص جو خلوصِ نیت سے اس جلسہ میں شامل ہوتا ہے وہ ان انوار و برکات کو محسوس کرتا اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

خدام بھائیوں سے گزارش ہے کہ جس طرح وہ اس روحانی اجتماع میں ذوق و شوق اور عقیدت سے شامل ہوتے ہیں اسی طرح وہ ان تمام برکات کو جو اس عظیم جلسہ سے حاصل ہوتی ہیں مثلاً اخوت و مودت، علمی ترقی اور روحانی جلاء وغیرہ ہمیشہ یاد رکھیں۔ اور ان سے نہ صرف خود استفادہ کریں اور اس جذبہ کو ہر وقت اپنے اندر زندہ رکھیں بلکہ کوشش کریں کہ یہ روح ہر وقت ان میں موجود رہے اور غیر از جماعت احباب کو بھی احمدیت کے اس شیریں ثمر اور صداقت کے روشن نشان سے متعارف کریں تا وہ بھی ان انوارِ الٰہیہ اور برکاتِ روحانیہ سے حصہ لے سکیں +

تلخیص

خطابِ صدر

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

کا

سالانہ اجتماع کے موقعہ پر خطاب

تشہد و تعوذ کے بعد فرمایا:-

"قائدین کرام کو مجلس خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں ایک اہم ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ مرکز کی ہدایات کے مطابق اپنی مجلس کے خدام کی تربیت کریں اور انہیں مستعد اور فعال بنا کر مرکز کے ساتھ اور خلافتِ احمدیہ کے ساتھ اپنی مجلس کے تعلق کو مضبوط تر بناتے چلے جائیں۔"

صدرِ محترم نے فرمایا کہ:-

"مجلس خدام الاحمدیہ کے قائدین تین قسم کے ہیں۔ اوّل وہ قائدین جو اپنے اخلاص اور جذبۂ قربانی کی وجہ سے دن رات مجلس کی بہتری اور ترقی کے لئے کوشاں رہتے ہیں لیکن وہ اپنے کام اور ثواب میں اپنی مجلس عاملہ کے اراکین اور عہدیداران کو شریک نہیں کرتے یا بہت کم شریک کرتے ہیں۔ دوسرے وہ قائدین جو ماتحت عہدیداران تک مرکزی ہدایات پہنچانے کے بعد مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ان کا فرض ادا ہو گیا ہے۔ حالانکہ کام کی رفتار اور مقدار اور اس کی حقیقت پر نظر رکھنا بھی ضروری تھا۔ سوم۔ تیسری قسم اُن قائدین کی ہے جو مجلس کے نظام اس کے دستور اور مقررہ طریقِ کار کے مطابق اپنے فرائض بجا لاتے ہیں۔"

تیسری قسم کے قائدین کے طریقِ کار پر اظہارِ خوشنودی کرتے ہوئے جنابِ صدر نے فرمایا کہ:-

"کام کرنے کا اصل طریق یہی ہے کہ قائد مجلس اپنے فرائض کو اپنی مجلسِ عاملہ کے تعاون سے سرانجام دے۔ مرکزی ہدایات کو متعلقہ شعبہ جات کے ناظمین تک پہنچانے کے بعد بار بار جائزہ لیا جائے کہ کس حد تک ناظمین اپنے فرائض کو بروقت پوری مستعدی سے سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی طریق سے نئے کام کرنے والے میسّر آجاتے ہیں۔ ورنہ پہلی قسم کے قائد صاحب کے اپنے عہدہ سے فارغ ہونے کے بعد ان کی

مجلس فعالیت کے لحاظ سے پیچھے رہ جاتی ہے کیونکہ اُن کے جانے کے بعد اُن کی جگہ لینے والا کوئی نہیں ہوتا۔ کیونکہ انہوں نے خود ہی سارا کام کیا ہوتا ہے اور کسی عہدیدار کو کام سکھایا نہیں ہوتا۔"

اسی سلسلہ میں کارکنان کے ذکر کے ضمن میں صدر محترم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد پڑھ کر سنایا۔ حضورؓ فرماتے ہیں :-

"انہوں نے ...... اپنی قربانی اور ایثار پر حد سے زیادہ انحصار کر لیا اسلئے اُن کے کام میں خرابی واقع ہو گئی۔ حالانکہ بعض چیزیں اخلاص سے نہیں بلکہ نظام سے تعلق رکھتی ہیں اور جب تک نظام کی پابندی نہ ہو اُس وقت تک کامیابی نہیں ہوتی۔" (بحوالہ مشعل راہ صفحہ ۸۳)

اپنی تنظیم کو مضبوط کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے صدر مجلس نے بتایا :-

"نظام کی پابندی کا ایک پہلو یہ ہے کہ سلسلہ کا بوجھ اُٹھانے والے دوسرے ساتھی بنائیں، اُن کے اندر خدمت سلسلہ کا شوق پیدا کریں اور اُن کو کام، اُس کی نوعیت، اس کو کرنے کا طریق سکھایا جائے۔ جب تک کوئی شخص کسی کام سے خود نہیں گزرتا بیرونی دعائیں نہ ساری کی جا سکتی ہیں نہ کافی ہوتی ہیں۔ جب تک خود لوگ اس میں سے نہ گزریں۔"

مجلس تنظیم کی اصلاح اور اس کو مضبوط بنانے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے محترم صدر صاحب نے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلمات طیبات پیش کئے۔ حضورؓ فرماتے ہیں :-

"ہماری جماعت کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ ہم نے تمام دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔ تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکانا ہے۔ تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم کرنا ہے مگر یہ عظیم الشان کام اُس وقت تک سرانجام نہیں دیا جا سکتا جب تک ہماری جماعت کے تمام افراد خواہ بچے ہوں یا نوجوان ہوں یا بوڑھے ہوں اپنی اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کر لیتے اور اس لائحہ عمل کے مطابق دن اور رات عمل نہیں کرتے جو اُن کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ دنیا میں ہمیشہ یہی طریق ہوتا ہے کہ پہلے اندرونی کمروں کی صفائی کی جاتی ہے پھر بیرونی کمروں کی صفائی کی جاتی ہے۔" (خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۲ء)

اس ضمن میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حسب ذیل ارشادات پڑھ کر سنائے :-

(۱) "یاد رکھو جب کوئی قوم تباہ ہونے کو آتی ہے تو پہلے اس میں جہالت پیدا ہوتی ہے اور وہ دین جو انہیں سکھایا گیا تھا اُسے بھول جاتے ہیں۔ جب جہالت پیدا ہوتی ہے تو اس کے بعد یہ مصیبت اور بلا آتی ہے کہ اس قوم میں تقویٰ نہیں رہتا اور اس میں فسق و فجور اور ہر قسم کی بدکرداری شروع ہو جاتی ہے اور آخر اللہ تعالیٰ کا غضب اُس قوم کو ہلاک کر دیتا ہے۔ کیونکہ تقویٰ اور خدا ترسی علم سے پیدا ہوتی ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(۲) "نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کا تہیّہ کر لیں اور دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کریں۔ اگر کسی نے صرف بی۔اے یا ایم۔اے کر لیا اور دینی تعلیم سے کورا رہا تو ہمیں اس کی دنیوی تعلیم کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔"

(تقریر جلسہ سالانہ مندرجہ الفضل ۶ر جنوری ۱۹۶۱ء)

(۳) "سلسلہ کا لٹریچر پڑھو۔ عام طور پر سلسلہ کا لٹریچر چھاپنے والوں کو یہ شکایتیں ہیں کہ لوگ ہم سے کتابیں نہیں لیتے۔ حالانکہ یاد رکھو! روٹی نہ لو تو کوئی حرج نہیں لیکن سلسلہ کی کتابیں لینا اور اُن کو پڑھنا بڑی اہم چیز ہے۔ پس اِن کتابوں کو پڑھو تاکہ اپنی زندگی میں خود بھی فائدہ اٹھاؤ اور اپنے بعد میں آنے والی نسلوں کو بھی فائدہ پہنچاؤ۔" (فرمودہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۵۵ء مندرجہ الفضل ۱۰ر فروری ۱۹۵۶ء)

تعلیم کے ساتھ اصلاح و ارشاد اور تبلیغ و تربیت کی اہمیت و افادیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے جناب صدر محترم نے فرمایا کہ:-

"علم حاصل کرنے کے بعد اسلام و احمدیت کے فعّال معلّم، مبلّغ اور مربّی بنیں۔ آپ کا علم نافع اور فیض رساں ہو۔ آپ دُنیا، ہاں تشنہ لب دنیا کے لئے چشمۂ رشد و ہدایت بن جائیں اور اپنے علم و عرفان سے پیاسی روحوں کو شرابِ طہور کے جام پلاتے چلے جائیں۔" آپ نے فرمایا "آپ میں سے ہر خادم کا فرض ہے کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور با خدا اور خدا نما وجود بن کر بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ راست پہ لانے کے لئے سرگرمی اور جذبے اور لگن کے ساتھ تبلیغ کریں۔ تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے اندر تقویٰ اور معرفت پیدا کریں۔ تا آپ کا نیک نمونہ دوسروں کے لئے

مشعلِ راہ بن جائے"۔

خطاب کے آخر میں آپ نے حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے حسب ذیل ارشادات پڑھ کر سنائے جن سے تعلیم و تربیت اور تبلیغ و تبشیر کی اہمیت و افادیت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے:-

(۱) "احمدیت کی ترقی کے ساتھ اسلام کی ترقی، دنیا کی ترقی وابستہ ہے۔ اور احمدیت کی ترقی کے لئے دو کام کرنے نہایت ضروری ہیں۔ ایک تعلیم و تربیت کا اور دوسرا تبلیغ و اشاعت کا۔ ان کے بغیر جماعت نہ پھیل سکتی ہے اور نہ اس کے پھیلنے کا کوئی فائدہ ہے۔ یعنی تبلیغ کے بغیر جماعت کی ترقی نہیں ہو سکتی۔ اور صحیح تربیت کے بغیر احمدیت کا پھیلنا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ فرض کرو احمدی ساری دنیا میں پھیل جائیں۔ مگر مذہبی، سیاسی، اقتصادی، تمدنی اور تعلیمی ماحول وہی رہے جو پہلے تھا تو ایسی احمدیت کے پھیلنے کا فائدہ کیا۔ اور اگر احمدیوں میں وہ روح نہ ہو جو اسلام پیدا کرنا چاہتا ہے اور ایک ظالم کی بجائے اگر دوسرا ظالم کھڑا ہو گیا تو اس سے بنی نوع کو کیا فائدہ پہنچے گا"۔ (مشعلِ راہ صفحہ ۵۷)

(۲) "جو تبلیغی جماعتیں ہوتی ہیں۔ اُن کے لئے تو یہ بہت ہی ضروری ہوتا ہے کہ وہ ساری قوموں سے حسن سلوک کریں اور کسی کو بھی اپنے دائرہ احسان سے باہر نہ نکالیں تا تمام قومیں ان کی مداح بنیں۔ یس وہ خدمتِ خلق کے کاموں میں مذہب و ملت کے امتیاز کے بغیر حصہ لیں اور جماعت کے جو اغراض اور مقاصد ہیں اُن کو ایسی وفاداری کے ساتھ لیکر کھڑے ہو جائیں کہ خدا تعالیٰ کے راستے میں اُن کے لئے اپنی جان قربان کر دینا کوئی دوبھر نہ ہو"۔ (خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۲۲ر اپریل ۱۹۳۸ء)

(۳) "دلائلِ مذہبی، دعائیں اور اخلاقِ فاضلہ یہی ہماری توپیں اور یہی ہماری تلواریں ہیں۔ انہی توپوں اور انہی تلواروں سے ہم نے دنیا کے تمام ادیان کو فتح کر کے اسلام کا پرچم لہرانا اور اُن پر غلبہ و اقتدار حاصل کرنا ہے اور اگر نوجوانوں میں یہ مہم جاری رہی تو ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت جلد ایک نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی مسلح فوج تیار کر لیں گے جس کے مقابلہ میں کوئی دشمن نہیں ٹھہر سکے گا اور واقعہ میں اگر ہماری جماعت کے نوجوان مذہب کی تعلیم سے واقف ہو جائیں۔ اگر وہ ان دلائل سے واقف ہو جائیں جو غیر مذاہب کے مقابلہ ہماری طرف سے پیش کئے جاتے ہیں اور اگر وہ دعاؤں سے کام لیں تو دنیا کا کونسا انسان ہے جو ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکتا ہے"۔ (مشعلِ راہ صفحہ ۲۰۲)

افریقہ میں تبلیغ احمدیت کا جائزہ

تقریر بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ۱۹۷۲ء

(مکرم مولانا بشارت احمد صاحب بشیر سابق رئیس التبلیغ ۔ غانا)

خاکسار کو مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا، غانا اور سیرالیون میں مجموعی طور پر پندرہ سال فریضۂ تبلیغ احمدیت بجا لانے کی توفیق ملی ہے۔ اس عرصہ کے دوران براعظم افریقہ مختلف انقلابی دوروں میں سے گزرا۔ افریقہ کے وہ ملک جو غیر ملکی سامراجی اقتدار کے شکنجہ میں جکڑے ہوئے تھے یکے بعد دیگرے استعماریت کے چنگل سے آزاد ہو چکے ہیں۔ اور یہ انقلاب کچھ اس برق رفتاری سے برپا ہوا کہ افریقی معاملات کے ماہرین انگشت بدنداں ہو کر رہ گئے۔ یہ ماہرین اس انقلاب آفرین منظر پر اب تک ورطۂ حیرت میں پڑے ہیں کہ ایسا کیوں ہوا اور کس طرح ہوا؟ یہ انقلاب الٰہی نوشتوں کے ماتحت برپا ہو کر رہنا تھا۔ افریقہ کے عوام اس قدر مظلوم ہیں کہ ان کی آزادی، خود مختاری کے بعد آزاد ممالک کے دوش بدوش کھڑے ہو کر تمدنی ترقی اور سماجی ارتقاء کے مراحل اور مدارج طے کرنے کا تصور بھی ناپید تھا لیکن آج یہی ناممکن ممکن بن چکا ہے۔ اگرچہ یہ خود مختار آزاد افریقی ممالک چھوٹے ہیں لیکن اقوام متحدہ میں ان کی آواز کو عددی لحاظ سے بڑی اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔

اس عظیم سیاسی انقلاب کی خبر خدا تعالیٰ نے سورۃ القصص میں دی تھی:۔

وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۝

"اور ہم نے ارادہ کر رکھا تھا کہ جن لوگوں کو اس نے (فرعون) نے ملک میں کمزور سمجھ رکھا تھا ان پر احسان کریں اور ان کو سردار بنائیں اور ان کو (تمام نعمتوں کا) وارث کر دیں۔"

(قصص)

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے دور میں یہ الٰہی نوشتہ پورا ہوا اور آزادی کی لہریں اٹھیں اور آپ کے مثیل اور پھر نافلہ کے دور میں "روحانی اسیروں کی

دستگاری" کا منظر وسیع پیمانے پر دنیا نے دیکھا اور خاص طور پر افریقہ کی غلام اقوام نے غلامی کی آہنی زنجیریں کاٹ کر پھینک دیں اور بر اعظم افریقہ کے ظلمت کدے سے آزادی کا سورج طلوع ہوا۔

مغربی مؤرخین نے افریقہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے :-

اوّل : وہ علاقہ جو صحرائے اعظم کے شمال میں واقع ہے اس حصہ کو وہ "سفید فام" افریقہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس علاقہ میں مسلم ممالک واقع ہیں مثلاً مصر، لیبیا، مراکش، ٹیونس، الجزائر۔

دوم : وہ علاقہ جو صحرائے اعظم کے جنوب میں واقع ہے۔ اس میں مغربی افریقہ کے ممالک شامل ہیں۔ ان مؤرخین کے نزدیک صحرائے اعظم سدِّ سکندری سے کم نہیں۔ ان کے نزدیک اسلام شمال سے اس صحرا کو عبور کر کے جنوب میں نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن ان کی یہ تقسیم شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکی۔ یہی وجہ ہے کہ جب جماعت احمدیہ نے اس خطّہ کے ممالک میں اپنے مبلغین کو بھیجا اور ان کے تبلیغی جہاد سے اسلام کو مضبوطی سے اس علاقے میں اپنے قدم جمانے کا موقع ملا تو انہوں نے اسلام کا ذکر کرتے ہوئے اسے اس سرزمین کا ساحلی مذہب "Coastal Religion" کہنا شروع کر دیا جو صحرائے اعظم کی بجائے سمندر کے راستے یہاں پہنچا۔

استعماری اور سامراجی طاقتوں کی اسلام دشمنی :-

استعماریت نے اپنے دَورِ اقتدار میں جو مظالم افریقی عوام پر ڈھائے ہیں وہ تاریخ عالم کے خونیں ابواب میں جا بجا بکھرے پڑے ہیں۔ فرانسیسی حکومت نے تو مسلمانوں کی تہذیب و ثقافت پر ہاتھ ڈالا۔ عربی کے مدارس بند کر دیئے۔ فرانسیسی کو عربی کی جگہ رائج کیا اور اسلام کی جڑوں پر تبر رکھا۔

برطانوی مقبوضات میں برطانوی حکمران اس سے زیادہ گہری چال چلے۔ انہوں نے سکولوں، کالجوں، ہسپتالوں کو بکثرت قائم کیا۔ مشنوں کے جال پھیلائے اور دولت و اقتدار اور عزّت و وجاہت کا لالچ دے کر مسلمانوں کو اُن کے دین سے منحرف کرنا چاہا۔ عہدے بھی انہی لوگوں کو دیئے جاتے جو ان کے دامِ ہمرنگِ زمین کا شکار ہو جاتے اور ان کے ہمنوا بن کر اُن کی مشینری کا اہم پُرزہ بن جاتے !! ان لوگوں کے ہتھکنڈے منظم جدّ و جہد اور بھرپور وسائل کی کثرت کی وجہ سے بڑی حد تک خاصے مؤثر ثابت ہوئے۔ سینکڑوں مسلمان بدقسمتی سے عیسائیت کی آغوش میں

چلے گئے۔ اور جو اس بھیانک گڑھے میں گرنے سے بچ گئے وہ اسلام سے بیگانہ ضرور ہو گئے۔ دراصل استعماریت اور کلیسا مترادف تھے۔ ایک ہی تصویر کے دو رُخ تھے۔ (دوسرے برطانوی مقبوضات کی طرح ہندوستان میں بھی یہی کچھ ہُوا انگریز حکمرانوں نے برصغیر پاک و ہند کی تسخیر کو فروغِ عیسائیت کے لئے ایک آسمانی عطیہ قرار دیا۔ جب پہلی بار پشاور میں عیسائیوں کی ایک خاص تقریب منعقد ہوئی تو کمشنر نے اپنے خطاب میں کہا:۔

"خدا نے ہمیں ہندوستان
کا بڑا ملک اس لئے نہیں دیا کہ ہم
اس ملک کی ترقی کے ذرائع سوچیں،
کارخانے اور ذرائع مواصلات
قائم کریں۔ یہ ملک اسلئے دیا گیا
ہے کہ ہم اس میں یسوع مسیح کی منادی
کریں")

یورپی استعمار پسندوں کے پھیلائے ہوئے مذہب کے خلاف نو آزاد اقوام میں اگر بیزاری کے آثار پائے جاتے ہیں تو اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ عیسائیت انسان کی فطری خواہشات کی تسکین کی ضمانت نہیں دے سکی۔ اور دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ ان اقوام کو قبولِ عیسائیت کے ساتھ اپنے ملک کی آزادی سے بھی ہاتھ دھونا پڑا۔

جہاں تک مغربی افریقہ میں احمدیہ مسلم مشن کا تعلق ہے اس ملک کی مٹی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا استقبال اور خیر مقدم کرنے والوں میں سے چند خوش قسمت وجود ابھی تک حیات ہیں۔ وہ آپ کے واقعات سُناتے ہوئے چشم پُر آب ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے جو واقعات بیان کئے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ عیسائیت کس طرح انہیں اپنی گرفت میں لے رہی تھی اور مغربی افریقہ کے مسلمانوں کی بے بسی کا کیا عالم تھا اور حضرت نیّرؓ کی تشریف آوری اُن کے لئے فرشتۂ رحمت کے ظہور سے کم نہ تھی جس نے اُن کے لئے نجات دہندہ کا کردار ادا کیا!! وہ صرف یہ منادی کرنے آئے تھے کہ جس کا سرِ صلیب مسیح و مہدی اور مصلح کا قوموں کو انتظار تھا وہ پیدا ہو چکا ہے۔

حضرت نیّرؓ کی آواز میں اس قسم کی جاذبیت اور مقناطیسی کشش تھی کہ کئی سعید روحیں شمع احمدیت کی طرف بے اختیار پروانہ وار کھنچی چلی آئیں۔

جہاں تک احمدیت کے پہلی بار متعارف ہونے کا تعلق ہے۔ تاریخی شہادتوں اور دستاویزی مواد سے (جو ہمارے پاس موجود ہے) یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ۱۹۱۴ء میں احمدیت کی تبلیغ یہاں پہنچ چکی تھی اور چند ایک سعید روحیں حلقہ بگوشِ احمدیت ہو چکی تھیں۔

آپ کے بعد حضرت مولوی حکیم فضل الرحمن صاحبؓ، حضرت مولوی نذیر احمد صاحب علیؓ اور دیگر مبلغین کرام نے اپنے عرصۂ قیام میں فرائضِ منصبی کو نہایت جانفشانی، لیاقت اور خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ انہیں احمدیت کے قائم کرنے میں بہت سی مشکلات اور صعوبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ شہر بہ شہر، کوبہ کو، گلی گلی پھر کر اسلام و احمدیت کا پیغام سناتے رہے۔ عیسائی حکومت، پادری اور چرچ کے نمائندے ان کی مساعی کو کڑی نظر سے دیکھتے تھے۔ جن مقامات پر انہیں خاص طور پر کامیابی ہوتی وہاں حکومت نے، خصوصاً چرچ کے نمائندوں نے آپ کے لئے مسائل کھڑے کئے۔ اور مقامی چیفوں (Chiefs) پر دباؤ ڈالا کہ اگر احمدی مبلغ کو یہاں کامیابی ہوگئی تو انہیں ہر مشکل اور مصیبت کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ ذاتی خداداد معرفت اور نمونے سے انہوں نے لوگوں کے دلوں کو گرویدہ کر لیا۔

مغربی افریقہ میں فروغِ احمدیت کے اسباب

آج جبکہ احمدیت کے قیام کو مغربی افریقہ میں نصف صدی سے زائد کا عرصہ بیت چکا ہے اور احمدیت ترقی کے مدارج طے کر کے روز بروز مضبوط اور مستحکم ہوتی جا رہی ہے۔ اس عرصہ میں غیر معمولی ترقی کو دیکھ کر ہمارے سر خدائے واحد کے آستانے پر اظہارِ تشکر کے لئے جھک جاتے ہیں۔ جب ہم اس غیر معمولی ترقی اور اس کے نتائج پر سرسری نظر دوڑاتے ہیں تو احمدیت کے پھیلاؤ اور تقویت کے اسباب و محرکات میں سے مندرجہ ذیل بواعث خاص طور پر سامنے آتے ہیں:۔

(۱) باشندگانِ افریقہ کو بشاراتِ رحمانیہ (خوابوں اور کشوف کے ذریعے ظہورِ مہدی کی خبر)

(۲) احبابِ جماعت کا قربانیوں سے مشکلات و مصائب کا مردانہ وار مومنانہ وجہ سے مقابلہ۔

(۳) جماعت احمدیہ کے افراد کا ذاتی نمونہ۔

(۴) تعلیمی درسگاہوں کا قیام۔

(۵) نصرت جہاں سکیم کا اجراء۔

اگر میں ایک دو ربانی بشارات کا ذکر کردوں تو وہ احباب کے لئے ایمان کی تازگی کا باعث ہوگا۔ ماٹوٹو کا کے ایک دوست الفا احمد دوری نے (جو فولا قبیلہ سے تعلق رکھنے والے احمدی ہیں) روایت کی ہے کہ سیرالیون میں احمدیت کے داخلہ سے قبل وہ مانس نامی گاؤں میں ایک مالکی عالم چرنو بوبکر سے عربی پڑھتے تھے۔ وہ بہت بڑے عالم دین تھے لیکن بصارت سے محروم تھے۔ انہوں نے ایک دن درس کے دوران بیان فرمایا کہ قرآن اور احادیث میں مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ پوری ہوگئی ہیں۔ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ مہدی علیہ السلام ظاہر ہو چکے ہیں اور ان کے ظہور کی اطلاع عنقریب اس ملک میں پہنچے گی۔ مگر افسوس اُس وقت میں زندہ نہ ہوں گا۔ چند ماہ بعد وہ عالم

فوت ہو گئے۔ لیکن الفا احمد ددری کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہو گئی۔

سیرالیون میں فری ٹاؤن کے بعد روکوپر میں جماعت قائم ہوئی تھی۔ وہاں کے ایک دوست الفا کمارہ نے بیان کیا کہ سنہ ۱۹۳۶ء میں ایک مرتبہ نماز تہجد کے بعد خواب میں اُنہوں نے دیکھا کہ دو سفید ریش لمبے چوغوں میں ملبوس عمامہ پوش اُن کے پاس آئے اور کہا کہ وہ مشرق سے مہدی علیہ السلام کے ظہور کی خوشخبری دینے آئے ہیں۔ اُٹھ اور گاؤں کے لوگوں کو یہ بشارت دے اور انہیں نماز باجماعت کی تلقین کر۔ اگر لوگوں نے تیری طرف توجہ نہ کی تو وہ عذاب الٰہی کا شکار ہوں گے۔ صبح وہ اُٹھ کر روکوپر گئے اور خواب کے مطابق عمل کرنا شروع کیا۔ بے نماز لوگوں میں باجماعت نماز کی عادت پیدا ہو گئی۔ چار سال بعد الحاج مولوی نذیر احمد صاحب علی وہاں گئے۔ جنہیں دیکھ کر الفا شیخنا امام نے کہا کہ ان کی وہ خواب پُوری ہو گئی۔ چنانچہ کثیر تعداد میں لوگوں کو ہدایت نصیب ہو گئی۔

سیرالیون میں فروغ احمدیت کا سبب ان لوگوں کا پاکیزہ نمونہ تھا جنہوں نے احمدیت کی آغوش میں آکر گویا نئی زندگی حاصل کی تھی اور وہ یکسر بدل گئے تھے۔ اور نیکی، تقویٰ، پاکیزگی، ہمدردی، دیانت و امانت اور دیگر اخلاقِ فاضلہ میں بلند مقام حاصل کر لیا۔ اُن میں سے ایک عثمان کوک صاحب تھے جو انگریز ڈویژنل کمشنر کے گھریلو ملازم تھے۔ اکثر دوروں پر رہتے۔ جب شہر میں موجود ہوتے تو روزانہ فجر کی نماز ادا کرنے کے لئے مسجد میں آتے۔ حالانکہ یہ مقام ان کے گھر سے ایک میل کے فاصلے پر تھا۔ مبلغین کا احترام اُن کے دل میں کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کے لئے مُرغِ بسمل کی طرح تڑپتے تھے۔ کمشنر پر ان کے اخلاق کی وجہ سے گہرا اثر تھا اور تعصب کی وجہ سے احمدیوں کے خلاف قائم کئے جانے والے غلط مقدمات اور سزاؤں پر فیصلہ کرتے وقت وہ ہمیشہ احمدیوں کا خیال رکھتے۔

اسی طرح ایک اور واقعہ بھی پیش خدمت ہے جس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہو سکے گا کہ احمدیت قبول کرنے والوں کو کس طرح مخالفت کی بھٹی سے گزرنا پڑا ہے اور مخالفین نے کس طرح اُن پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا۔ بعض پر قاتلانہ حملے ہوئے بعض کو شہر بدر ہونا پڑا اور اکثر کو احمدیت کے باعث زدوکوب کیا گیا۔

غانا کے شمالی علاقہ میں WA کے مقام پر ہماری ایک مضبوط اور فعال جماعت ہے۔ یہاں کے ایک مخلص احمدی الحاج صالح صاحب (جن کا ایک صاحبزادہ یہاں جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کر رہا ہے) جب احمدیت قبول کی تو اُن کے گھر پر مسلح گروہ نے حملہ کیا۔ مخالفین ان کے قتل کے درپے رہتے۔ عدالت میں اُن کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔ بالآخر نقضِ امن کے پیشِ نظر انہیں دو مرتبہ شہر بدر ہونا پڑا۔ یہاں سنہ ۱۹۶۱ء میں

جب یہ خاکسار ایک جلسہ میں شرکت کے لئے گیا تو جلسہ کی کارروائی کے بعد حسب دستور چندہ اکٹھا کیا گیا۔ ایک گھنٹے کے اندر ایک خطیر رقم جمع ہو گئی۔ ان میں سے ایک دوست کھڑے ہوئے۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو رواں تھے اور انہوں نے یہ اعلان کیا کہ دوستو! وہ زمانہ یاد کرو جب انگریز حاکم نے الحاج صالح کو ½ ۱ پاؤنڈ جرمانہ کیا تھا تو ہم سب احمدی مل کر بھی یہ حقیر رقم جمع نہ کر سکے تھے۔ اب خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایک گھنٹہ کے مختصر وقفہ میں چار ہزار پاؤنڈ جمع کر لیا ہے۔ چار ہزار پاؤنڈ تو کیا ہم بآسانی چالیس ہزار پاؤنڈ بھی جمع کر سکتے ہیں۔ یہ واقعہ سُن کر مجھ پر وجد طاری ہؤا کہ خدا تعالیٰ کا ایک اور فرمان پورا ہؤا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تیرے متبعین کے اموال اور نفوس میں برکت بخشوں گا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس ضمن میں ایک اور ایمان افروز واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ایک احمدی طالب علم کا ہے۔ جو عیسائیوں کی تعلیمی درسگاہ میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ یہ لڑکا غیر معمولی ذہانت و قابلیت کا مالک تھا۔ پادریوں کی ہمیشہ یہی خواہش رہی کہ یہ کسی نہ کسی طرح عیسائیت قبول کرے۔ چنانچہ سالانہ امتحان میں یہ لڑکا اپنی کلاس میں اوّل آیا۔ کامیاب طلباء میں جب تقسیم انعامات کا وقت آیا تو اسے بھی ایک خوبصورت ڈبیہ بطور انعام ملی۔ جب اس نے وہ ڈبیہ کھولی تو اس میں "صلیب" تھی۔ پادریوں کا خیال تھا کہ اگر اس نے صلیب قبول کر لی تو وہ جلد عیسائیت کی آغوش میں آجائے گا۔ لیکن ان کی حیرت کی انتہاء نہ رہی جب اس طالب علم نے بھرے مجمع میں یہ کہہ کر کہ وہ ایک احمدی مسلمان طالب علم ہے وہ ہرگز صلیب قبول نہیں کر سکتا صلیب واپس کر دی۔ اس احمدی طالب علم کی اس غیرتِ ایمانی سے مجمع پر ایک سناٹا چھا گیا۔ پھر اس طالب علم نے وہاں سے Migration لے کر کسی اور سکول میں داخلہ لے لیا۔

اس بظاہر چھوٹے سے واقعہ سے آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ احمدیت نے ان دُور دراز علاقوں میں جو درخت لگائے ہیں اس کے پھل کس قدر میٹھے اور شیریں ہیں کہ ایک چھوٹا سا طالب علم بھی جرأت مندانہ طور پر پادریوں کے ہتھکنڈوں کا مقابلہ کرتا ہے۔

براعظم افریقہ میں عیسائیت اور اسلام کے مابین ایک فیصلہ کن معرکہ جاری ہے۔ اسے ہلال اور صلیب کی جنگ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عیسائیت نے اب اپنے حربے تبدیل کر لئے ہیں۔ اہلِ افریقہ اس حقیقت کو اب سمجھ چکے ہیں کہ عیسائیت اور استعماریت دونوں ہم معنی ہیں۔ اب اہلِ افریقہ سیاسی آزادی کے بعد مذہبی خود مختاری بھی مانگ رہے ہیں۔ اب انہوں نے افریقہ میں افریقی بشپ اور دوسرے اعلیٰ عہدے بھی افریقن کو دینے شروع کر دیئے ہیں۔ اس طرح وہ ان پر جبر اور دھوکہ سے مسلط کئے ہوئے مذہب کو ان کا اپنا

مذہب بنانے کی چال چل رہے ہیں۔ اس منصوبہ کے پیچھے بڑی طاقتوں کے تجربہ کار اذہان کار فرما ہیں۔ سینیٹر فل برائٹ نے افریقی ممالک کا دورہ کرنے کے بعد امریکی صدر کو رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا:۔

"افریقن قومیں دنیا کو Lead کریں گی لیکن ایک بڑا مسئلہ اسلام ہے جس کا انہیں مقابلہ کرنا پڑے گا۔"

عیسائیت اور اسلام کی جنگ کا یہ معرکہ ایک فیصلہ کن مرحلہ میں داخل ہو چکا ہے۔ جہاں تک دلائل کا تعلق ہے عیسائیت شکست تسلیم کر چکی ہے۔ اب مالی وسائل کے بل بوتے پر اقتصادی لحاظ سے پست اقوام کو دام تزویر میں لا رہی ہے لیکن وہ دن دور نہیں جبکہ احمدی مجاہدین کی انتھک کوششوں اور بے لوث خدمات سے ایک مرتبہ پھر حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم دنیا پر لہرائیگا اور یہ جیت ابدی ہوگی نہ کہ عارضی۔

جناب مولانا محمد صدیق امرتسری ایم اے
جزائر فجی

"جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پرواہ نہ کر"

دل کسی کا بھی نہ ہرگز آپ کے ہاتھوں دُکھے
خدمتِ خلقِ خدا مدِّ نظر ہر دم رہے
کر سلوک ہر آن ویسا ہی ہر اک انسان سے
چاہتا ہے تُو کرے جیسا وہ تیری جان سے
صرف اپنوں ہی کے کام آنا کوئی خوبی نہیں
مردِ مومن سب کا ہوتا ہے مددگار و مُعیں
ظالم و مظلوم دونوں کی سدا امداد کر
بے نواؤں بے کسوں اور غمزدوں کو شاد کر
جب کسی انساں سے ہو جائے کوئی رنجش فضول
زائد از سہ روز دے ہرگز نہ اُس کو اور طُول
بے سبب دشمن سے بھڑنے کی تمنا مت کرو
بالمقابل جنگ چھڑنے کی تمنا مت کرو
ہاں مگر مٹھ بھیڑ جب دشمن سے ہو جائے کبھی
پھر نہ پھیرو پیٹھ ہرگز خواہ جائے جان بھی
عزم محکم ہے ترا صدّیق اُٹھ ہرگز نہ ڈر
"جا لپٹ جا لہر سے دریا کی کچھ پروا نہ کر"

محترم جمشید ہاشمی صاحب ربوہ

(قسط سوم)

حضرت مسیحؑ کی گم شدہ بھیڑیں

(سلسلہ کے لئے دیکھئے "خالد" ستمبر سنہ ۱۹۷۲ء)

قصہ مختصر اس کے بعد کے زمانہ میں بیشمار اسرائیلی سیّاحوں نے اپنی قوم کے حالات اور فلسطین میں زیارت کے سفرنامے اور خطوط تاریخ میں چھوڑے ہیں۔ اور یہ ایک طویل تاریخ ہے۔ چونکہ اس پر ایک لمبا زمانہ گزرا اسلئے یہ لوگ دُور دراز علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے تھے۔ لیکن اب ہم بنی اسرائیل کی مصر سے ہجرت کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد تک ایک سرسری نگاہ ڈالتے ہیں کہ یہ لوگ کہاں کہاں جا کر آباد ہوئے اور کیوں ؟

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصر سے ہجرت اور کنعان میں آکر آباد ہونے کا کوئی معیّن اور صحیح وقت مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس سے قبل "اسرائیل" نامی کوئی قوم موسوم نہیں تھی۔ بائیبل میں تاریخی واقعات نہیں ہیں بلکہ اسے ہم "دیو مالا" کا نام دے سکتے ہیں۔ کیونکہ نہ کوئی آثارِ قدیمہ نہ کوئی کتبہ وغیرہ وقت کا تعیّن کرتا ہے۔ صرف خدائی کلام یا مذہبی راہنماؤں کے وعظوں سے کچھ آثار ملتے ہیں کہ ایسا واقعہ ہوُا۔ لیکن کب ہوُا ؟ اور کون فرعون یا بابلی بادشاہ تھا ؟ اس کا تعیّن سینکڑوں صدیوں بعد ہم خود کرتے ہیں۔

ہم اِن واقعاتِ گزشتہ سے صرف روحانی و اخلاقی اسباق حاصل کرتے ہیں نہ کہ تاریخ کا تعیّن کرتے ہیں۔ کیونکہ اُس زمانہ میں "تاریخ" کا موجودہ تصوّر ہی نہ تھا۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام جس بادشاہ کے سامنے پیش ہوئے وہ شاید حمورابی (سنہ ۲۱۵۰ قبل مسیح) تھا۔ لیکن کوئی ثقہ شہادت نہیں ملتی۔ البتّہ یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بنی اسرائیل حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوبؑ کی اولاد میں سے تھے۔ اور اس کے بعد اسی طرح حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں کی آئندہ اولاد کو ہم بنی اسرائیل کے قبیلوں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ ان میں سے حضرت یوسفؑ کی اولاد سے جو قبیلہ (بنو یوسف بنا وہ دیر تک شمالی مصر میں حکمران رہے۔ سب سے چھوٹا بن یامین ابھی بچّہ ہی تھا کہ حضرت یعقوبؑ کا انتقال ہو گیا۔ لہذا کنعان میں صرف دس قبیلوں نے ہجرت کی۔ پھر ان قبیلوں میں دوسرے قبیلوں کا خون مل گیا۔ اور

لوگ قبیلہ در قبیلہ تقسیم ہو گئے۔ نیز اکثر قبیلے بجائے
افسنواد کے نام پر ہونے کے مقامات کے نام پر
مشہور ہیں۔ (مثلاً ابی ذر۔ حلق۔ شیخم۔ جحلہ وغیرہ۔)
بہر حال ہمیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم
کی مصر سے ہجرت کے بعد سے غرض ہے۔

سو پہلے زمانہ میں مصر دو علاقوں پر مشتمل تھا
مصر زیریں یعنی وہ علاقہ جو دریائے نیل کے دہانے
اور ڈیلٹا کے ارد گرد آباد ہے۔ اور سمندر سے ۱۵۰
میل اندر تک چلا گیا ہے اور "وادئ نیل" کہلاتا
ہے۔ اور دوسرا اسوان سے "وادئ حلفا" تک
"بالائی مصر" کہلاتا ہے۔ اس جغرافیائی اختلاف کی
وجہ سے سیاسی اور ثقافتی اختلاف تاریخ کا ایک حصہ
بنا رہا ہے۔ فراعنہ مصر اپنے آپ کو "دو سرزمینوں
کے آقا" کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ مصر کی
پرانی تاریخ تین زمانوں پر مشتمل ہے۔

(۱) عہد عتیق (سنہ ۳۴۰۰ ق م سے سنہ ۲۴۰۰ ق م)

(۲) عہد متوسط (سنہ ۲۳۷۵ ق م سے سنہ ۱۵۸۰ ق م)

اس عہد میں بنی اسرائیل نے مصر پر بار بار یلغار کی۔ بلکہ
"چرواہے بادشاہوں" نے مصر میں حکومت بھی قائم
کر لی اور انہی کو احموس فرعون (اٹھارھویں خاندان)
نے ملک بدر کیا۔

(۳) عہد نو (جو سنہ ۱۵۸۰ ق م سے شروع ہوا اور
سنہ ۱۳۶۲ ق م کو ختم ہو گیا) اور اس کے بعد رعمسیس ثانی
(سنہ ۱۲۹۲ ق م) تخت پر بیٹھا۔ اس نے شام کے ساتھ
مشہور معرکے سر کئے اور مصر میں رعمسیس اور پتھوم شہر
دوبارہ تعمیر کرائے۔ جس پر بنی اسرائیل سے بیگار لی۔ گو
کوئی تاریخی دستاویز اس بارے میں نہیں ملتی۔ تاہم
یہی وہ فرعون موسیٰ ہے جس کی غرقابی (سنہ ۱۲۵۰ ق م)
کی تصدیق قرآن حکیم نے کی ہے۔ بنی اسرائیل کی مزید
ہجرت رعمسیس کے بعد اس کے جانشین مرنیفتاح
(سنہ ۱۲۲۹ ق م) کے زمانے میں بھی ہوئی ہے۔ اسی لئے
یہودی علماء میں "ہجرت بنی اسرائیل" اور "تشدد بر بنی اسرائیل"
کے زمانوں کے تعین میں بڑا اختلاف ہے۔ بہر حال
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زیر اثر بنی اسرائیل خانہ بدوش
تھے۔ اور وادی تمیسلات (جو دریائے نیل کے ڈیلٹا
میں چراگاہ تھی) خیمہ انداز تھے۔ جب فرعون کا تشدد
وظلم بڑھا۔ تو چونکہ حضرت موسیٰؑ نہ صرف اپنی قوم کے
سردار تھے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی مبعوث تھے۔
اسلئے انہوں نے فرعون سے ٹکر لی اور اپنی قوم کو
بچا کر کنعان لے آئے اور خدا تعالیٰ نے قدم قدم
پر ان کی مدد کی۔ بعد میں بنی اسرائیل ایک قوم بن
گئی اور مذہبی عقائد پختہ ہو گئے۔ تاہم بنی اسرائیل
چونکہ دس مختلف قبائل میں بٹ چکے تھے اور یہ لوگ
ارض کنعان میں کبھی بھی اکٹھے ہو کر نہیں لڑے اور نہ
ہی یوروشلم پر حملہ کے وقت ان کے درمیان اتحاد و
تعاون قائم رہا۔ اسلئے حضرت موسیٰؑ کے قریب زمانہ
بعد یہ آپس میں دست و گریبان اور گردن زدنی کے
خوگر ہو گئے تھے اور جلد ہی از خود یا ارد گرد کی حکومتوں
کے دباؤ کی وجہ سے دُور دراز ملکوں کی طرف نکل گئے۔
حضرت یعقوبؑ (جن کو نہ معلوم وجہ سے "اسرائیل"

بھی کہا جاتا ہے) کے مندرجہ ذیل بیٹے تھے:۔
(۱) لیاہ (۲) روبن (۳) شمعون (۴) لاوی
(۵) یہودہ (۶) دان (۷) نفتالی (۸) جد (۹) آشر
(۱۰) عیسی خر (۱۱) زبولون (۱۲) یوسف (۱۳) بنیامین
(ان میں سے لیاہ سے نسل نہیں چلی؟) باقی بارہ
میں سے بنو یوسف اور بنو بن یامین مصر میں ہی آباد
رہے یا بعد میں یوروشلم کی تباہی کے وقت بھی ارد گرد
ہی آباد رہے۔

بعد کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ جو قبیلے ہجرت کر کے مصر
سے نکلے وہ پہلے صحرائے سینا میں مختلف مقامات
پر آباد ہوئے اور کبھی بھی ایک قوم بن کر سرزمین
کنعان پر حملہ آور نہیں ہوئے۔ کیونکہ اول تو یہ لوگ
خانہ بدوش اور چرواہے تھے۔ کھیتی باڑی اور شہری
طرزِ معاشرت کے ابھی خوگر نہ ہوئے تھے۔ ان کے
مذہبی عقائد اور روایات بھی ابھی زبانی تھیں کتبوں
یا پیپرس پر مرقوم نہ ہوئی تھیں۔ ادھر کنعانی ایک
منظم قوم کی حیثیت سے برتر نظم و نسق اور سامانِ
حرب و ضرب سے آراستہ تھے۔ خصوصاً اُن کی
فوجی رتھوں اور تیر و تفنگ کا مقابلہ بھلا یہ
چرواہے کیا کر سکتے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ سب سے
پہلے حضرت داؤدؑ اور پھر حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں
آ کر یوروشلم اور کنعان پر اسرائیل کے دو ایک
قبائل کا قبضہ ہوا تھا۔ اور پھر ان قبائل کی آپس
میں خانہ جنگی اور کشت و خون کی وجہ سے بعض قبائل
جو کہ جنگجو مزاج کے نہ تھے مثلاً لاوی اور دان ملک
چھوڑ کر دُور دراز علاقوں کی طرف بھاگ گئے۔
صرف بنو شمعون اور بنو یہودہ جنوب کی طرف سے
یوروشلم میں داخل ہوئے، باقی ارد گرد کی پہاڑیوں
پر آباد ہوئے۔ ان میں سے بنو یوسف مصر سے پہلے
کدیش اور سینا میں آباد ہوئے۔ پھر اردن کے مشرق
میں پہنچ گئے۔ یہی دو قبائل بعد کی تاریخ میں بوجہ
اپنے عقائد پر پختہ ہونے کے قابلِ ذکر ہیں۔ ورنہ
باقی اسرائیلی خون ارد گرد کی طاقتور اور جابر قوموں
ادومی، آموری، موآبی، اسوری اور عربی بنو اسمٰعیل
میں مدغم ہو گیا۔ اور پھر ہجرت کے دو سو سال بعد کی
تاریخ میں ہمیں بنو یہودہ، بنو شمعون اور بنو لاوی
کا ذکر نہیں ملتا۔ یا تو یہ قبائل نیست و نابود کر دیئے
گئے اور یا وہ دُور دراز علاقوں میں جہاں ان کے
سینگ سمائے جا کر آباد ہو گئے۔

بنو روبن اور بنو جد جو دریائے اردن کے پار آباد ہو گئے
تھے دیگر قبائل سے برسرِ پیکار رہے۔ بنو دان اور بنو آشر
کنعانیوں سے گھل مل گئے تھے پس بنی اسرائیل کا من حیث القوم
کنعان پر قبضہ کرنا تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔ ہر قبیلے
میں بدعات اور فسق و فجور راہ پا گئی تھیں کہیں بچھڑے
پوجے جاتے تھے اور کہیں کنیسہ میں حضرت موسیٰؑ کا اژدہا
باعثِ سجود تھا۔ حضرت موسیٰؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک کی اسرائیلی
تاریخ بڑی لمبی ہے اور جا بجا انتشار و بغاوت اور سازش و
منافقت سے بھرپور ہے۔ یہاں صرف چند اہم واقعات کے
مختصر ذکر پر ہی اکتفا کروں گا۔ (باقی)

مکرم محمد انوار الحق صاحب
مغلپورہ لاہور

صداقتِ احمدیت کا چمکتا ہوا نشان

ہمارا جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی بنیاد آج سے اسی سال قبل بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محض روحانی اغراض کے پیشِ نظر رکھی تھی حضورؑ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں"۔ (اشتہار دسمبر ۱۸۹۱ء)

پھر آپؑ جلسہ سالانہ کی کامیابی کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"جو بشارتیں مجھ کو ملیں اُن کا بھی یہی تقاضا ہے کہ ہم اپنی کوشش، اپنی جد و جہد اور اپنی قربانی کی رفتار کو بڑھاتے چلے جائیں اور نہ صرف خود بلکہ اپنی اولاد کو اس امر کی تلقین کرتے رہیں کہ وہ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے، اس کی برکات کو حاصل کرنے، اس کی روایات کو پورا کرنے اور اس کے اغراض و مقاصد کو پیشِ نظر رکھنے کی ہمیشہ کوشش کریں تا ہمارا یہ مقدس جلسہ ہمیشہ ظاہری اور معنوی دونوں لحاظ سے کامیاب رہے بلکہ ترقی کرتا چلا جائے"۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ پیشگوئی کا رنگ اختیار کر گئے۔ وہ جلسہ جس کی ابتدا صرف ۷۵ حاضرین سے ہوئی تھی اس میں خدا کی تیار کردہ قومیں آ شامل ہوئیں جس کی خدا کے مسیح نے پیشگوئی فرمائی تھی۔ اور حاضرین کی تعداد بڑھتے بڑھتے ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔ ذالك فضل اللہ یؤتیه من یشاء۔

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ احمدیت کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے۔ حضورؑ اس جلسہ کے مقاصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"اس جلسہ میں ایسے حقائق و معارف سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں"

"اس جلسہ کی ..... اغراض میں سے بڑی غرض یہ بھی ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلوماتِ دینی وسیع اور معرفت ترقی پذیر ہو"

"اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے اور اس جماعت کے تعلقِ اخوت استحکام پذیر ہوں"

(اشتہار ۷ر فروری ۱۸۹۳ء)

آخر میں حضورؑ کی اس دُعا پر مضمون ختم کرتا ہوں جو حضورؑ نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونیوالوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے کی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"مَیں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجرِ عظیم بخشے اور اُن پر رحم کرے اور اُن کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دے اور اُن کے ہم و غم دُور فرمائے اور اُن کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور اُن کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتامِ سفر اُن کا خلیفہ ہو۔ اے خدا! اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین"

یہ ہے وہ بابرکت دُعا جو حضورؑ نے اس بابرکت جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق دے کہ ہم جلسہ میں شامل ہوں اور اس کی وہ عظیم الشان برکات حاصل کریں جو خدا کے مسیحؑ نے اس میں شامل ہونے والوں کے لئے بتائی ہیں۔

مکرم عبدالمالک صاحب لاہور

تکبّر

پیارے عزیزو!

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں دو طرح کے اخلاق بیان فرماتے ہیں۔ ایک کا نام اخلاقِ فاضلہ اور دوسرے کا نام اخلاقِ سیئہ رکھا ہے۔ اخلاقِ فاضلہ سے مراد ہر وہ فعل اور خلق ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اخلاقِ سیئہ سے مراد وہ افعال ہیں جن کے کرنے سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ مثلاً تکبّر، چوری، جھوٹ بولنا، بدظنی، بددیانتی وغیرہ۔

آؤ آپ کو اخلاقِ سیئہ میں سے تکبّر کے بارے میں کچھ بتائیں تاکہ آپ اس سے بچ کر خدا کے فضلوں کے وارث بن سکیں۔

تکبّر کے معنے غرور، فخر اور اپنے آپ کو بلند خیال کرنا ہے۔ اس کی بے شمار اقسام ہیں مثلاً علم کا تکبّر، دولت کا فخر، اولاد کا غرور، طاقت کا تکبّر وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو تکبّر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ صرف خدائے قدوس کا حق ہے کہ وہ فخر کرے۔ بڑی پیاری مثال قرآن پاک نے ہم کو عمل کرنے کے لئے دی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ کیا تم زمین پر اکڑ کر اسلئے چلتے ہو کہ اس کو دبا دو گے۔ حالانکہ تم تو خدا کی مخلوق ہو۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو اپنی چال میں بھی عاجزی اختیار کرنی چاہیئے۔

جب حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصائح فرمائیں تو ان میں ایک نصیحت یہ بھی تھی:۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا
اور إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ
فَخُورٍ ۝ (سورۃ لقمان)

اور زمین میں تکبّر سے مت چل۔
اللہ یقیناً ہر شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے سے پیار نہیں کرتا۔

اس نصیحت سے پتہ چلتا ہے کہ اول انسان کو عاجزی سے چلنا چاہیئے اور دوسرے اللہ تعالیٰ فخر کرنے والے اور شیخی کرنے والے کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی وہ خدا کا مقرب بن سکتا ہے۔

اس کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:۔

"متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔" (کشتی نوح)

حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں بھی تکبّر کیا گیا اور وہ اس واقعہ کی یاد دلاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تمام فرشتے آدم علیہ السلام کو

سجدہ کریں تو ابلیس نے انکار کیا اور اپنی پیدائش پر تکبّر کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قیامت تک وہ خدا کے مقربین سے علیحدہ ہوگیا اور جہنّم میں دائمی حصہ دار بن گیا۔

پھر حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جب طوفانِ نوح آیا تو آپؑ کے بیٹے نے تکبّر کیا جو کہ قوّت اور طاقت کا متکبّر تھا۔ چنانچہ اس نے کہا۔ مَیں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ کیا اس پر بھی طوفان آجائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جو کہ تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے اس نے اس کی چوٹی پر پانی چڑھا دیا۔ اور وہ غرق ہوگیا۔ اس کا فخر اور غرور خاک میں مل گیا اور وہ بھی خدا کے قُرب سے خارج ہوگیا۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا تو فرعون نے تکبّر کیا اور کہا

اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی

کہ مَیں تمہارا اعلیٰ رب ہوں۔ یعنی دولت اور حکومت پر فخر کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ جو تمام بادشاہت کا مالک اور ہر قسم کی عزّت دینے والا ہے اس کو دریائے نیل میں غرق کردیا اور کمزور ہاتھوں کو اُٹھا کر طاقت دی اور یہ نشان اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ دکھایا اور آج تک اس کی نعش کو بطور عبرت رکھا۔

ہمارے محسن اور محبوب آقا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بھی لوگ متکبّر تھے۔ چنانچہ ان میں سے ایک کا نام ابوجہل تھا جو کہ طاقت، مال اور دبدبہ رکھتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دو نوجوانوں کے ذریعہ اپنی تائید سے اس کو قتل کروایا اور دائمی غضب کا مورد بنا دیا۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی بعض نے اپنے علم پر فخر کیا اور خدا کے شیر کو للکارا۔ آخر وہ ذلیل و خوار ہوئے۔ اور وہ جو یہ کہا کرتے تھے کہ مرزا غلام احمدؑ کو ہم نے خود پڑھایا ہے اور اکھٹا کیا ہے ہم اس کو گرا بھی سکتے ہیں آخر کار ان کا انجام یہ ہوا کہ آج ان کا کوئی نام لیوا بھی باقی نہیں اور دوسری طرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے یہ بشارت دی :۔

"تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور تجھے برکت دیگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(روحانی خزائن جلد اول حاشیہ صفحہ ۹)

آپؑ نے اس قدر عاجزی اور انکساری سے زندگی گزاری کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کی طرف سے یہ بشارت ملی کہ :۔

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

اسی لئے تو آپؑ نے اپنے ماننے والوں سے بیعت کے وقت یہ عہد لیا :۔

"یہ کہ تکبّر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خلیقی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔" (شرائط بیعت سلسلہ عالیہ احمدیہ)

تکبر ایک ایسا گناہ ہے کہ جس کے متعلق خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:-

"تکبر اور ایمان ایک دل میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے"

گویا متکبر انسان خدا کا مقرب نہیں بن سکتا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حقیقت کو اپنے منظوم کلام میں بھی بیان فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

تکبر سے نہیں ملتا وہ دلدار
ملے جو خاک میں اس کو ملے یار

اور یہ وہی گناہ ہے جو کہ روئے زمین پر سب سے پہلے کیا گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب نزول المسیح صفحہ ۲۴-۲۵ میں اس کی تفصیل ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:-

حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو۔ کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر شاید تم نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے۔ پس مجھ سے سمجھ لو۔ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اسلئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم، زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنرمند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے۔ کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اُس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دیدے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اِس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی۔ اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اُس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے۔ اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حُسن اور جمال اور قوت و طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سُناتا

ہے وہ بھی متکبّر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدّت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں۔ کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دُعا مانگنے میں سُست ہے وہ بھی متکبّر ہے۔ کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔ سو تم اے عزیزو! ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبّر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبّر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبّر سے حصّہ لیا ہے۔ ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سُننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا۔ ایک شخص جو دعا کرنیوالے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سُنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبّر سے ایک حصّہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصّہ تکبّر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں انسان کسی سے ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر۔ تا تم پر رحم ہو۔"

ایک جگہ آپؑ نے تکبّر کے متعلق یہاں تک فرمایا کہ:۔

"میرے نزدیک متکبّر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبّر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ اپنی پرستش کرتا ہے۔"

(الحکم ۲۴؍ جنوری سنہ ۱۹[illegible]ء)

اس گناہ سے بچنے کی آپؑ نے جماعت کو اپنے منظوم کلام میں بھی تاکید فرمائی۔ چنانچہ فرمایا:۔

ع کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

آئیے ہم دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر رنگ کے تکبّر سے ہمیں بچائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔

مکرم سید کلیم محمود صاحب
کراچی

نماز باجماعت

نماز ارکانِ اسلام میں دوسرا رُکن ہے۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے بہت جگہ نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے حدیث شریف میں آیا ہے :-

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ

ترجمہ :- نماز دین کا ستون ہے۔

گویا نماز کو ترک کر دینا دینِ اسلام کی عمارت کو کمزور کرنا ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے :-

تَرْکُ الصَّلٰوۃِ شِرْکٌ

ترجمہ :- نماز کو ترک کر دینا شرک ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے :-

"جو شخص پانچ وقت نماز ادا نہیں کرتا وہ جہاد نہیں کر سکتا"

نماز کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ذیل میں قرونِ اولیٰ کے نوجوان مسلمانوں کے شوقِ پابندیٔ نماز کے چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

● حضرت عتبان بن مالکؓ نے ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ میں نابینا ہوں۔ رستہ خراب ہے۔ اسلئے مسجد میں آنے میں سخت دقت پیش آتی ہے۔ اگر اجازت ہو تو گھر میں ہی نماز پڑھ لیا کروں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا آپکے ہاں اذان کی آواز آتی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ آپ مسجد میں ہی حاضر ہو کر نماز پڑھتے۔

● بروقت نماز ادا کرنے کا خیال صحابہؓ کے اس قدر دامنگیر رہتا تھا کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک فوری اور اہم کام پر مامور کر کے بھیجا۔ وہ منزل کے قریب پہنچے تو نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ آپ نے خیال کیا کہ اگر میں اسی طرح چلتا جاؤں تو ایسا نہ ہو کہ نماز کا وقت نکل جائے۔ دوسری طرف دینی کام میں تاخیر بھی گوارا نہ تھی اس لئے چلتے چلتے اشاروں میں ہی نماز ادا کر لی۔

● باجماعت اور بروقت نماز ادا کرنے کے علاوہ صحابہؓ نہایت ہی خضوع اور خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے۔ اپنے خالقِ حقیقی کے حضور جبینِ نیاز خم کرنے میں ان کو جو مزا آتا تھا اُس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ دو نوجوان ایک پہاڑی دَرّے پر مامور تھے جن میں سے ایک تو سو گئے اور دوسرے نے نماز شروع

کر دی۔ اتنے میں ایک مشرک کا اُس طرف سے گزر ہوا تو اُس نے نماز پڑھنے والے مجاہد پر تین تیر چلائے جو تینوں ہی اُن کے جسم میں پیوست ہو گئے۔ لیکن نماز میں محویت کا یہ عالم تھا کہ اُف تک نہ کی اور برابر نماز پڑھتے رہے۔ آپ کے رفیق نے بیدار ہونے پر جب آپ کے جسم پر خون کے نشانات اور زخم دیکھے اور اس کی وجہ معلوم کی تو کہا تم نے مجھے پہلے کیوں نہ جگایا۔ کہنے لگے مَیں ایک سورۃ نماز میں پڑھ رہا تھا اور مَیں نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ اسے نا تمام چھوڑ دوں۔

● نماز صحابہؓ کے لئے بہت قیمتی چیز تھی اور اس کی راہ میں حائل ہونے والی کسی چیز کو وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ ایک مرتبہ اپنے باغ میں مصروفِ نماز تھے کہ ایک چڑیا پر نظر پڑی۔ اُس کی رنگت اس قدر خوش کُن تھی کہ دیر تک اُسے دیکھتے رہے، نماز سے توجہ ہٹ گئی اور یہ بھی بھول گئے کہ کتنی رکعت باقی ہیں اور کتنی پڑھ چکے ہیں۔ اس سے آپ کو اس قدر قلبی اذیت پہنچی کہ آپ نے فیصلہ کر لیا کہ یہ باغ چونکہ میرے لئے فتنۂ روحانی کا موجب ہوا ہے اسلئے اِسے صدقہ کر دوں گا۔ چنانچہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سارا واقعہ بیان کیا اور باغ صدقہ کر دیا۔

اسی طرح ایک اور صحابیؓ نے جو نماز پڑھتے ہوئے کھجور کی فصل کو دیکھتے ہوئے بھول گئے کہ کتنی رکعت ادا کر چکے ہیں اپنا باغ محض اس وجہ سے کہ وہ ان کی نماز میں غفلت کا موجب ہوا صدقہ کر دیا۔ باغ اس قدر قیمتی تھا کہ حضرت عثمانؓ نے اُسے پچاس ہزار درہم میں فروخت کیا۔

● عرب میں گرمی جس شدت سے پڑتی ہے وہ ظاہر ہے۔ نماز ظہر اُس وقت ادا کی جاتی تھی جب سورج کی تمازت پورے جوبن پر ہوتی۔ اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا اور مسلمانوں کی غربت کا یہ عالم تھا کہ مسجد پر چھت تک نہ تھی۔ پتھریلی زمین توے کی طرح تپ جاتی تھی۔ صحابہ کرامؓ اسی زمین پر نماز پڑھنے کے لئے بڑے شوق کے ساتھ جمع ہوتے تھے۔ کنکریاں اُٹھا کر اُن پر پھونکیں مار مار کر پہلے ان کو ٹھنڈا کرتے اور پھر سجدے کی جگہ رکھ لیتے اور ان پر سجدہ کرتے تھے۔ حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ نماز ظہر سے زیادہ کوئی نماز ہم پر مشکل نہ تھی۔ لیکن پھر بھی اس میں غفلت نہ ہوتی تھی۔

زمانۂ حال میں جب کہ ہم کو سینکڑوں سہولتیں حاصل ہیں اور پہلے جیسی تکلیفیں بھی نہیں ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ ہم پانچ وقت کی نمازوں کو پابندی سے ادا نہ کریں۔ خدا تعالیٰ ہم کو نماز پابندی سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین +

خالد کو ضرورت ہے آپکے قلمی تعاون کی

(ادارہ)

شہزادہ قمرالدین مبشر۔ کراچی

مُسکراہٹ

- اس پر کچھ خرچ نہیں آتا لیکن یہ بہت کچھ دیتی ہے۔ یہ حاصل کرنے والوں کو مالا مال کرتی ہے اور دینے والے سے کچھ نہیں مانگتی۔
- یہ ایک جھلک ہوتی ہے لیکن اس کی یاد اکثر و بیشتر ابدی ہوتی ہے۔
- اس کے بغیر کوئی امیر نہیں۔ جس کے پاس یہ نہیں اُس جیسا کوئی غریب نہیں۔
- یہ گھر میں مسرت و شادمانی لاتی ہے، کاروبار میں اعتماد پیدا کرتی ہے اور یہ دوستوں کی پہچان ہے۔
- یہ تھکے ماندے کے لئے آرام، بے دل کے لئے دل کی روشنی، مایوس کے لئے سورج کی کرن اور مصیبت زدہ کے لئے بہترین قدرتی تریاق ہے۔
- ہاں یہ خریدی، مانگی یا چُرائی نہیں جاسکتی کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو اُس وقت فائدہ نہیں دیتی جب تک اسے اپنے دل سے پیدا نہ کیا جائے۔
- مسکراہٹ کی ضرورت اسے سب سے زیادہ ہوتی ہے جس کے پاس دوسروں کو دینے کے لئے مسکراہٹ نہ ہو۔
- اگر آپ دوسروں کے لئے باعثِ احترام بننا چاہتے اور اُن کے دلوں میں گھر کرنا چاہتے ہوں تو مسکرایئے، مسکرایئے، مسکراہٹ کی عادت پیدا کیجئے۔!

عبدالکریم قدسی۔ لاہور

غزل

مرحلے ہستی کے آسانی سے طے ہوتے گئے
حادثے اِک راہ کی منسوب شے ہوتے گئے

جراتوں نے ہم کو سکھلایا ہے جینے کا جنوں
فاصلے صبر و رضا کے جامِ مے ہوتے گئے

کچھ خبر بھی ہے تجھے تیری نگاہِ مست سے
کتنے پیاسے رہ گئے مستانے کے ہوتے گئے

میری آہوں پہ بہانوں کا گماں ہوتا رہا
ساز کے نغمات اِک پُر سوز لے ہوتے گئے

اُجلے اُجلے لوگ تھے لیکن اندھیرا تھا چلن
واقعے اک شام ایسے پے بہ پے ہوتے گئے

قوم قدسی عالمِ پستی میں وہ گرتی گئی
رہنما جس کے رہینِ چنگ و نے ہوتے گئے

مکرم صدیق احمد صاحب منور
مبلغ ماریشس

میرا دلچسپ سفر — کراچی تا ماریشس

مکرم مولوی صدیق احمد صاحب منور کے شکریہ کے ساتھ ان کا مضمون شامل اشاعت ہے۔ مبلغین کرام اگر اس طرح کے مختصر مضامین بھجواتے رہیں تو قارئین "خالد" کی دلچسپی کا باعث ہوں گے۔

(ادارہ)

طلبہ جامعہ احمدیہ کے لئے ایک پیدل سفر مخصوص شرائط کے ساتھ مقرر ہے۔ جو طلباء اس سبق آموز سفر کو پورا کر لیتے ہیں اس کی گہری یاد ہمیشہ کے لئے ان کے دلوں میں سما جاتی ہے۔ میرے اس ہوائی سفر میں جامعہ کے پیدل سفر کے بعض پہلو نمایاں طور پر میرے سامنے آئے۔ اگرچہ ان دونوں سفروں میں "زمین و آسمان" کا فرق ہے پھر بھی بہت سی باتیں مشابہ تھیں جن کا مجھے تجربہ ہوا۔

خاکسار احباب جماعت اور بزرگ اساتذہ کی دعاؤں سے ۲۲ نومبر ۱۹۷۰ء کو ربوہ سے بذریعہ چناب ایکسپریس روانہ ہوا۔ کراچی پہنچنے پر مکرم و محترم شیخ خلیل الرحمان صاحب کی معیت میں متعلقہ ہوائی کمپنی Swiss Air کے دفتر میں گیا۔ میرے ضروری کاغذات دیکھ کر انہوں نے مجھے O.K دے دیا۔ چنانچہ اگلے روز روانگی کے لئے ایئرپورٹ پر پہنچا۔ مذکورہ کمپنی کے ایئرپورٹ کے آفس نے مجھ سے انڈیا کا ویزا طلب کیا جو کہ میرے پاس نہیں تھا۔ میں نے کہا ہیڈ آفس نے تو ایسا کوئی مطالبہ نہیں کیا اور نہ ہی TRANSIT کو اس کی ضرورت ہوتی ہے مگر انہوں نے مجھے مقررہ جہاز پر سفر کرنے کی اجازت نہ دی۔ SWISS AIR کے ہیڈ آفس کی طرف رجوع کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ دراصل ہمارے آدمی سے غلطی ہو گئی ہے اس کو اس بات کا علم نہیں تھا۔ بعد میں ہمیں علم ہوا کہ خاکسار کو روکنے والا آدمی ایک متعصب شخص تھا۔ چونکہ اس نے میرے پاسپورٹ پر MISSIONARY کا لفظ پڑھا اُس نے یہ نازیبا حرکت کی۔ بعدہٗ متعلقہ کمپنی نے مجھے ایسٹ افریقن ایرلائنز پر بھیجنے کی کوشش کی اور فوری طور پر نیروبی کا ویزا بھی حاصل کیا گیا مگر بعض موانع کے باعث اس رُوٹ پر سفر نہ کر سکا۔

آخر کار مذکورہ کمپنی نے P.I.A اور LUFTHANSA جرمن ہوائی کمپنی سے رابطہ قائم

کر کے میرے لئے ٹکٹ تیار کیا۔ ۲۶ نومبر کو رات ۲ بجے ہمارے جہاز نے پرواز کی۔ جہاز کا سفر بہت آرام دہ تھا۔ ہر قسم کی سہولت مسافروں کو میسّر ہوتی ہے۔ اس سفر میں نیپال سے آتے ہوئے ایک مسلم طالب علم رحمت خان سے واقفیت ہوئی۔ وہ قاہرہ میں الازہر یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے جارہا تھا۔ تعارف کے بعد جماعت احمدیہ کی مشارق و مغارب میں سرگرمیوں سے متعلق معلومات بہم پہنچائیں جس کو انہوں نے بہت توجہ سے سُنا۔ ۵ گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد ہمارا جہاز قاہرہ کے وقت کے مطابق ۲ بجے رات ہوائی مستقر پر پہنچا۔

خاکسار نے بطور Transit "النیل" ہوٹل میں ۲۴ گھنٹے قیام کرنا تھا۔ قاہرہ کے ہوائی اڈہ پر مجھ سے متعلقہ آفیسرز نے ویزا طلب کیا۔ خاکسار کا نفی میں جواب سُن کر مجھے بتایا گیا کہ ½ ۲ پونڈ ادا کر کے ویزا حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن افسوس یہ تھا کہ مَیں بعض مخصوص موانع کے باعث سفر شروع کرنے سے پہلے فارن کرنسی حاصل نہ کر سکا تھا جس کی وجہ سے کسی حد تک پریشانی بھی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر خاص مدد فرمائی کہ مذکورہ دوست نے یہ رقم میری طرف سے ادا کر دی۔ فجزاہ اللہ۔

مَیں اس مسلم دوست کا ممنون اور شکر گزار تھا مَیں یہ سوچ رہا تھا کہ اس محسن کا بدلہ کیسے اتاروں۔ اسی اثناء میں اس نے اظہار کیا کہ مَیں عربی اور انگریزی نہیں جانتا اسلئے مہربانی فرما کر قاہرہ میں میری مدد فرمائیں اور نیپال کی embassy سے میرا رابطہ قائم کروا دیں۔ چنانچہ بعد میں خاکسار نے اُس کی اس سلسلہ میں پوری مدد کی۔

اس کے بعد ہم "النّیل" ہوٹل میں پہنچ گئے۔ مینیجر صاحب سے تعارف ہوا۔ خاکسار نے جب اس سے عربی زبان میں گفتگو کی تو بہت خوش ہوا۔ اُس نے مجھ سے سوال کیا کہ عربی کہاں سے سیکھی ہے؟ یہ موقع تبلیغ کا تھا۔ ربوہ کے نام کے ساتھ ہی مَیں نے تبلیغ حق کا فریضہ ادا کیا اور اُسے بتایا کہ جماعت احمدیہ ایک ایسی دردمند جماعت ہے جو اسلام کو زمین کے چاروں کونوں تک پھیلا رہی ہے اور اس کے ذریعہ دنیا میں ایک عظیم روحانی انقلاب رونما ہو رہا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام اور آپ کے کارناموں کو سُن کر اس کے دل پر بہت اثر ہوا۔ بعد ازیں خاکسار نے اپنے دوست کے بارہ میں مینیجر صاحب سے التماس کی کہ اگر آپ ان کو میرے کمرے میں ٹھہرنے کی اجازت مرحمت فرما دیں تو ممنون ہوں گا۔ چنانچہ مینیجر صاحب نے اس نوجوان کو بغیر اخراجات کے ایک محدود وقت کے لئے ٹھہرنے کی اجازت دیدی۔ خاکسار نے ہوٹل میں قیام کے دوران بعض دیگر دلچسپی لینے والے دوستوں کو بھی تبلیغ کی۔ اس مختصر وقت میں قاہرہ شہر کے مناظر دیکھنے کا بھی موقعہ ملا۔ کئی جگہ جمال عبدالناصر کے مجسّمے نظر آئے۔ مصریوں کی جمال عبدالناصر سے محبت اور عقیدت ہر شخص کی گفتگو سے محسوس ہوئی۔

قاہرہ اپنے خوبصورت مناظر اور قدرتی نظاروں کے سبب ہر باہر سے آنے والے کے لئے جاذب نظر ہے۔ خاص طور پر دریائے نیل کا شہر کے وسط سے گزرنا اس کے حسن کو دوبالا کر دیتا ہے۔

اس دریا کے کنارے پر عظیم الشان عمارات قدیم مصریوں کی فن تعمیرات کی غمازی کرتی ہیں۔

مصری لوگ پاکستانی عوام کے لئے بہت محبانہ جذبات رکھتے ہیں۔ اور اسلام کے رشتۂ وحدت نے آج بھی اُن کے اور پاکستانیوں کے دلوں میں باہم محبت و اُلفت پیدا کر دی ہے۔ یورپ کی نام نہاد تہذیب اس ملک کے باشندوں پر بہت اثر انداز ہے۔ میری قیام گاہ Lufthansa ہوائی کمپنی کے آفس سے دو میل دُور تھی۔ خاکسار نے وہاں پہنچ کر ضروری معلومات حاصل کیں۔ چونکہ میرے پاس وزنی سامان تھا اسلئے مَیں نے کوشش کی کہ اگر ممکن ہو تو کمپنی کی کار مجھے ہوٹل سے لے لے مگر یہ کوشش بارور نہ ہوئی۔ چنانچہ رات بارہ بجے مجھے کمپنی کے متعلقہ آفس میں پہنچنے کو کہا گیا۔ خاکسار اور میرا دوست نماز مغرب کے بعد سامان اُٹھا کر روانہ ہوئے۔ سخت سردی تھی۔ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے خاص مدد کی کہ ایک ٹیکسی والے نے ۵ روپے پاکستانی قبول کر لئے۔ اس طرح سامان منزل پر چھوڑ کر واپس آ گیا۔ رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے دوبارہ متعلقہ آفس میں گیا۔ آفس بند تھا۔ کار کا انتظار کرنے لگا۔ سخت سردی کے باعث یہ انتظار بہت کٹھن مرحلہ تھا۔ انتظار کرتے کرتے ایک بج گیا۔ اب آزمائش کی یہ گھڑی اور مشکل محسوس ہونے لگی۔ دل میں یہ خیال آیا کہ دراصل اب مجھے مزید انتظار نہیں کرنی چاہیئے بلکہ کسی حیلہ سے ایئر پورٹ پر پہنچ جانا چاہیئے کیونکہ جہاز کی پرواز کا وقت قریب ہو رہا تھا مگر تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا ہر راستہ میرے پر بند تھا۔ اس موقعہ پر دعا کرنے کا بھی خوب موقعہ ملا۔ جب انتظار کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور قریب تھا کہ مَیں اس جگہ کو چھوڑ کر اور راستہ ڈھونڈتا ہوا ایک بجے کار آ گئی اور خاکسار ایئر پورٹ پر پہنچ گیا۔ وہاں پھر ایک مشکل کا سامنا تھا وہ یہ کہ مجھ سے پورٹ ٹیکس کا مطالبہ کیا گیا مَیں نے ان کو بتایا کہ دراصل میرے سفر کا رُوٹ اور تھا جس میں مجھے ایسے مسائل کا خیال نہیں تھا کمپنی کی غلطی کے باعث مجھے اس طرف آنا پڑ گیا لہٰذا یہ بل بھی آپ متعلقہ کمپنی کے بل میں ڈال دیں۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا بعدہٗ چیک پوسٹ پر مجھے ایک دوست سے گفتگو کرنے کا موقعہ ملا وہاں بھی عربی زبان نے بہت فائدہ دیا۔ پاکستانی معلوم ہونے پر بہت خوش ہوا۔ پوچھا مسلم ہو؟ مَیں نے اثبات میں جواب دیا۔ کہنے لگا کہ نماز پڑھتے ہو؟ مَیں نے کہا کہ ۱۳ سال کی عمر میں نماز شروع کی۔ آج تک کوئی نماز نہیں چھوڑی۔ مَیں نے کہا کہ جس جماعت سے مَیں تعلق رکھتا ہوں اس کے ممبران اسلام کے سب حکموں پر پورے دل وجان سے عمل کرتے ہیں۔ میری اس تبلیغی گفتگو کا اس پر بہت اثر ہوا۔ کہنے لگا ہم آپ کا سامان چیک نہیں کرتے اور بلاشبہ آپ سے مل کر ہمیں بہت مسرت حاصل

ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور خاص مدد سے خاکسار ۲۸ نومبر کو ماریشس پہنچ گیا۔ اس سفر میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے کا خوب تجربہ ہوا۔ اگرچہ اس سفر میں بعض دقتوں کا سامنا کرنا پڑا مگر یہ سفر میرے لئے زندگی کے تجربات میں سے ایک اہم تجربہ ہے جس نے جامعہ احمدیہ کے سفر کی یاد تازہ کر دی اور آج بھی اسے یاد کر کے ایک لطف محسوس ہوتا ہے۔

خدام و اطفال کے لئے

خدام و اطفال کی تربیت کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل پر مشتمل کتابچہ "شمائلِ احمد" مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے شائع کیا ہے۔

خدا کے مامور دنیا میں اسوۂ حسنہ اور عمدہ نمونہ کے قیام کے لئے آتے ہیں تا لوگ ان پاک وجودوں کی اتباع کر کے اور ان کے نمونہ پر عمل کر کے دین و دنیا میں نجات پاویں۔

اس کتابچہ کے مطالعہ سے بچوں اور نوجوانوں کے سامنے حضور کے شمائل رہیں گے۔ یہ کتابچہ مجلس مرکزیہ سے ڈیڑھ روپیہ میں مل سکتا ہے۔

(مینیجر شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ارشاداتِ قائدِاعظم

۱۔ "اسلامی تعلیمات کی درخشندہ روایات وادبیات کس امر پر شاہد ہیں؟ دنیا کی کوئی قوم جمہوریت میں مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جو اپنے مذہب میں بھی جمہوری نقطہ منظر رکھتے ہیں۔"

(اجلاس مسلم لیگ لکھنؤ ۳۱ر دسمبر ۱۹۱۶ء)

۲۔ "اے خادمانِ رسولؐ! اپنی ملت کو اقتصادی سیاسی تعلیمی اور معاشرتی تمام پہلوؤں سے منظم کرو۔ پھر تم دیکھو گے کہ تم یقیناً ایک ایسی قوت بن گئے ہو جس کا لوہا ہر شخص تسلیم کرے گا۔"

(اجلاس مسلم لیگ لاہور ۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء)

۳۔ "ہم مسلمان ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک کتاب پر یقین رکھتے ہیں۔ پس لازمی اور ناگزیر ہے کہ ہم ملت کی حیثیت میں بھی ایک ہوں۔ آپ نے وہ ضرب المثل تو سنی ہوگی کہ اتحاد میں طاقت ہے۔"

(تقریر پشاور ۱۷ر اپریل ۱۹۴۸ء)

۴۔ "وہ کون سا رشتہ ہے جس میں منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں۔ وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہوئی، وہ کون سا لنگر ہے جس سے اس قوم کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر خدا کی کتاب قرآن کریم ہے۔"

(اجلاس مسلم لیگ کراچی ۱۹۴۳ء)

۵۔ "ہمارا کوئی دوست نہیں ہے۔ ہمیں نہ انگریز پر بھروسہ ہے نہ ہندو بنئے پر، ہم دونوں کے خلاف جنگ کریں گے۔ خواہ وہ آپس میں متحد کیوں نہ ہو جائیں۔"

(اجلاس عام پشاور ۲ر نومبر ۱۹۴۵ء)

۶۔ "آپ کو اپنی پاک سرزمین کی جو اسلامی جمہوریت ہے اسلامی معاشرتی انصاف اور انسانی مساوات کے اصولوں کے احیاء اور فروغ کی پاسبانی کرنی ہے۔ اس اہم کام کے لئے آپ کو ہمہ وقت، ہمہ تن ہوشیار رہنا پڑے گا۔"

(افواج سے خطاب ۲۱ر فروری ۱۹۴۸ء)

۷۔ یہ تلوار جو آپ نے مجھے عنایت کی ہے، صرف حفاظت کے لئے اٹھے گی۔ لیکن

فی الحال جو سب سے ضروری ہے وہ تعلیم ہے۔ علم تلوار سے بھی زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ جائیے اور علم حاصل کیجئے۔"

(مسلم لیگ کوئٹہ۔ ۳ر جولائی ۱۹۴۳ء)

۸۔ "میں اقوامِ ایشیا اور بالخصوص مسلم اقوام میں ہم آہنگی، مقصد کی وضاحت اور مکمل افہام و تفہیم کی ضرورت پر زور دیتا ہوں۔ کیونکہ ایشیائی اتحاد عالمی امن اور خوشحالی کے حصول میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔"

(ایرانیوں کے وفد سے۔
۱۹ر اپریل ۱۹۴۸ء)

۹۔ "آپ کی بھلائی، آپ کے والدین کی بھلائی، بلکہ ساری مملکت کی بھلائی اِس میں ہے کہ آپ کی توجہ تحصیلِ علم کے لئے وقف رہے۔ صرف اِس طرح آپ خود کو زندگی کی جنگ کے لئے مسلح کر سکتے ہیں۔"

(ڈھاکہ یونیورسٹی۔ ۲۴ر مارچ ۱۹۴۸ء)

۱۰۔ "میں آپ کو مصروفِ عمل ہونے کی تاکید کرتا ہوں۔ کام، کام اور بس کام۔ سکونِ خاطر، صبر و برداشت اور انکساری کے ساتھ اپنی قوم کی سچی خدمت کرتے جائیے۔"

(آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کانفرنس۔ جالندھر) ٭

(مرسلہ مکرم نعیم احمد صاحب نمران۔ ڈرگ روڈ)

سید محمد احسن گردیزی
فیکٹری ایریا۔ ربوہ

ع جانے والے کبھی نہیں آتے ....

آج اس ساتھی کی یاد میں لکھ رہا ہوں جو بچپن سے ہمارے ساتھ رہا لیکن اب ہمیشہ کے لئے ہم سے جُدا ہو گیا ہے۔ ملک امجد حسین مرحوم ہمارے محلہ کا نہایت سنجیدہ، ذہین اور محنتی خادم تھا۔ ۱۶ ر ستمبر کو اچانک ملیریا کا حملہ ہوا۔ اٹھارہ ستمبر کو صبح ساڑھے چھ بجے کے قریب پیشاب کے لئے بیت الخلاء گیا تھا کہ چکرا کر گر پڑا اور بے ہوش ہو گیا۔ کچھ دیر بعد اُسے فضل عمر ہسپتال لے جایا گیا۔ باوجود کوششوں کے وہ ۲۰ ر ستمبر تک ہوش میں نہ آسکا۔ اُسی روز جبکہ اُسے یہاں سے لائلپور لے جایا جا رہا تھا کہ ہسپتال سے چند قدموں کے فاصلے پر اپنے مولائے حقیقی سے جاملا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا الیہ راجعون۔

اب تک یقین نہیں آتا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور دل سے آواز نکلتی ہے کہ خدایا جو کچھ ہوا ہے سب غلط ہی ہو لیکن حقیقت سے کسی کو فرار نہیں۔

اب صرف دعا ہے کہ خدا ہمارے اس ساتھی کے درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اور اس کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العٰلمین۔

ملک امجد حسین ۱۷ ر جنوری ۱۹۵۲ء کو بمقام راولپنڈی پیدا ہوا۔ پرائمری سے لیکر ایف۔ ایس۔ سی تک تعلیم ربوہ میں حاصل کی۔ امجد بچپن ہی سے بیحد محنتی تھا اپنے سکول کے ہر امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کرتا رہا محنتی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ بے حد خوش مزاج اور ہر دلعزیز تھا۔ اسے ملک و قوم کی خدمت کی بہت آرزو تھی۔ مجھے یاد ہے ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اس کی عمر تیرہ سال کے قریب تھی لیکن جس شوق اور ہمت سے اس نے مجاہد فورس کی ٹریننگ لی وہ شاید اس قلم سے بیان نہ ہو سکے۔ کئی دفعہ ہم اکٹھے لکڑی کی چھوٹی چھوٹی بندوقیں بغل میں دبائے ساری ساری رات ایسے بیٹھے رہا کرتے تھے جیسے سارے ملک کی حفاظت صرف ہمارے ذمہ ہے۔ اب F.S.C کے دوران جب اسے نیشنل سروس کی کال آئی تو جس خوشی سے امجد گیا تھا شاید ہی کوئی اور گیا ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ امجد پہلے F.S.C کر لو پھر اگلے سال ٹریننگ لے لینا۔ تو کہنے لگا کہ F.S.C ہوتی رہے گی یہ نہ چھوڑوں گا۔ اور واقعی خدا تعالیٰ نے اُس کی آرزو پوری کر دی اور ۱۹۷۱ء کی جنگ میں وہ بھی ملک کے دفاع میں پیش پیش تھا۔ اور سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر

اپنی ہمت سے بڑھ کر خدمت کرتا رہا۔

امجد اپنی زندگی میں اطفال و خدام ہر دو مجالس کا سرگرم رکن رہا۔ جب بھی محلہ میں کسی فوری ضرورت کے تحت خدام کی ضرورت پیش آتی امجد کا نام سرِ فہرست ہوا کرتا۔ امجد زیادہ تر منتظم خدمتِ خلق کے طور پر کام کرتا رہا۔ اپنے کام کو نہایت دیانتداری اور سنجیدگی سے کیا کرتا۔ اپنے قول پر بڑی پختگی سے پورا اترتا۔ ایک دفعہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں زعیم صاحب نے امجد کو غرباء کے لئے آٹا اکٹھا کرنے کو کہا اور پوچھا کہ اڑھائی من آٹا کب تک کر لوگے؟ تو کہنے لگا کہ کل شام تک۔ زعیم صاحب اور دوسرے اراکین نے کہا کہ کل شام تک مشکل ہے تم دو تین روز میں کام مکمل کر لینا۔ اس نے اُس وقت تو خاموشی سے کام لیا اور اُس سے اگلے روز شام تک تین من کے قریب آٹا اکٹھا کر کے زعیم صاحب کے سپرد کر دیا۔ کام کے متعلق اُس کا نظریہ یہ تھا کہ انسان میں ہمت ہونی چاہیئے کام خود بخود ہو جاتے ہیں۔

اپنی وفات سے کچھ ہفتے قبل اُس نے بُرج میں ٹرپ کا پروگرام بنایا۔ لیکن جوں جوں وقت قریب آتا گیا بعض ساتھی ساتھ چھوڑ گئے اور جب شام کو بہت مایوس کن حالت ہو گئی اور میں نے مایوسی کا اظہار کیا تو امجد کی بارعب آواز گونجی "احسن! اگر کوئی نہ جائے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تو بھی ہم دونوں ضرور جائیں گے۔ مومن کا قدم کبھی پیچھے نہیں ہٹتا۔ اور اس کی کوششوں سے ہم نے بڑی اچھی ٹرپ منائی۔ گرمیوں میں تیراکی اور سردیوں میں کشتی رانی اُس کے اہم مشاغل ہوا کرتے تھے۔

جہاں امجد تفریحات کا اتنا شوقین تھا وہاں پڑھائی میں بھی کسی سے کم نہ تھا۔ اس نے میٹرک کا امتحان ۷۱۲/۹۰۰ نمبر لے کر نمایاں حیثیت سے پاس کیا۔ ایک عرصہ تک مسجد میں درس دیتا رہا۔ نمازوں کو نہایت التزام اور پابندی سے ادا کرتا۔

اس کا ہنستا ہوا چہرہ آج بھی میرے سامنے ہے۔ وہ ہر وقت مسکراتا رہتا اور شاید ہی کبھی غم کو اُس نے پاس آنے دیا ہو۔ وہ اکثر مغموم چہروں کو دیکھ کر گنگنایا کرتا۔

زندگی زندہ دلی کا نام ہے
مُردہ دل کیا خاک جیا کرتے ہیں

اپنے اس ساتھی کے بارہ میں کیا کچھ لکھوں کچھ سمجھ نہیں آتا۔ اُس کی ہر بات، ہر فعل قابلِ تحریر ہے۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ وہ اس طرح اچانک ہم سے جُدا ہو جائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ جس طرح وہ اس دُنیا میں خوش رہا ہے اس سے کہیں بڑھ کر اپنے رب کے پاس ہوگا لیکن جاتے ہوئے ہمیں غم جاوداں دے گیا۔ اس کی جُدائی کو شاید ہم کبھی نہ بھول سکیں۔ خدا تعالیٰ سے دلی دعا ہے کہ وہ ہمارے اس مخلص دوست کو اپنے دامنِ قرب میں جگہ دے اور ہمیں اپنی رضا پر راضی اور صبرِ جمیل عطا کرے۔ آمین یا رب العلمین ٭

اخبارِ مجالس

مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ (کراچی)

اجتماعی وقار عمل:-

مجلس خدام الاحمدیہ ڈرگ روڈ کا سال ۱۳۵۱-۵۲ ہش کا پہلا اجتماعی وقار عمل مورخہ ۵ نبوت ۱۳۵۱ ہش کو صبح ۹ بجے ڈرگ روڈ کالونی نمبر ۳ میں ہوا۔ یہ وقار عمل ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا اور اس میں ۴۴ خدام، ۳ اطفال اور ۲ انصار بزرگ شامل ہوئے۔

پروگرام کے مطابق خدام نے مین روڈ سے "مسجد محمود" (نو تعمیر شدہ) تک ۱۵ فٹ چوڑی اور ۳۰۰ گز لمبی کچی سڑک بنائی تاکہ احباب جماعت کو نماز میں آنے کے لئے سہولت ہو۔ علاقہ کے لوگوں نے اس کا بہت اچھا اثر لیا۔ آخر میں دعا کے ساتھ پروگرام ختم ہوا۔ وقار عمل کی نگرانی مکرم مبشر احمد صاحب باجوہ قائدِ مجلس نے کی۔

مجلس خدام الاحمدیہ نوشہرہ چھاؤنی

مورخہ ۱/۲۷ کو مجلس خدام الاحمدیہ نوشہرہ کا اجلاس عام زیر صدارت محترم ڈاکٹر منیر احمد صاحب قائد ضلع پشاور منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا جو شہزاد احمد صاحب نے کی۔ بعد ازاں تمام خدام و اطفال نے عہد دہرایا۔ اس دفعہ حاضری غیر معمولی طور پر زیادہ تھی۔ جس میں اکیس خادم اور سات اطفال نے شرکت کی۔ عہد کے بعد خالد محمود نے نظم پڑھی۔ جس کے بعد محترم قائد صاحب نے سالِ رواں کے لئے نئی مجلس عاملہ کا اعلان کیا۔ بعد ازاں آپ نے چند نصائح فرمائیں اور مجلس نوشہرہ کو سند انعامی ملنے پر بہت مبارکباد پیش کی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجلس کو یہ اعزاز برقرار رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

مجلس خدام الاحمدیہ سوسائٹی کراچی

اشاعت قرآن کریم:-

۱۱/۲ ۴ کو مکرم و محترم امیر صاحب جماعتہائے احمدیہ کراچی کی زیرِ صدارت قائدین کا ایک اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ امسال عید المبارک کے موقعہ پر قرآن مجید کی اشاعت کو بڑھانے کے لئے مقامِ عیدگاہ میں سٹال لگائے جائیں تاکہ احباب جماعت وہاں سے قرآن مجید خرید کر دوسرے غیر از جماعت احباب میں تقسیم کریں۔

اس سلسلے میں مکرم مربی صاحب کی زیرِ صدارت

ایک کمیٹی بنائی گئی جس کے ذمہ تمام امور سرانجام دینا تھا۔ پروگرام یہ بنایا گیا کہ ۱۶ر دسمبر کو ۴½ بجے ہر مجلس سے ۴ خادم مسجد میں پہنچیں اور قرآن مجید کو صاف کر کے پلاسٹک کے لفافوں میں بند کریں۔ لہٰذا مندرجہ ذیل خدام نے اس ثواب میں حصہ لیا۔

۱۔ مکرم قائد صاحب۔ (۲) رائے عبد القدیر (۳) مکرم مبشر حسین صاحب۔ (۴) مکرم ابو طالب سلیم صاحب۔ (۵) شیخ لطیف الرحمٰن صاحب۔

مندرجہ بالا خدام ٹھیک ۴½ بجے قائد صاحب کے ہمراہ احمدیہ ہال کراچی پہنچے۔ بعض خدام نے رات ۹ بجے تک وہاں کام سرانجام دیا۔ جملہ خدام نے ۸۶۵ قرآن مجید کو پیٹیوں سے نکالا اور پھر صاف صاف کر کے پلاسٹک کے لفافوں میں بند کیا اور ترتیب سے دوبارہ پیٹیوں میں رکھا تا عید کے دن پیٹیوں سے نکالنے میں تکلیف نہ ہو۔ رات ۹ بجے مندرجہ بالا خدام تمام امور کو سرانجام دینے کے بعد واپس گھروں کو تشریف لے گئے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ ۸ بجے سے ہی قرآن مجید کی فروخت کا کام شروع ہو گیا۔ نماز عید سے قبل مجلس کے جملہ خدام نے ۲۰ قرآن مجید فروخت کر دیئے تھے۔ سب سے زیادہ قرآن مجید مجلس ہذا نے فروخت کئے۔ مجلس ہذا نے کُل ۷۷ قرآن مجید فروخت کئے اور ان کی قیمت مبلغ ۵۰۷/- روپے قائد صاحب ناظم آباد کے پاس جمع کرا دی۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن مجید سے زیادہ سے زیادہ محبت اور اس پر صحیح طریقے سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور جملہ خدام کو جنہوں نے اس کارِ ثواب میں حصہ لیا زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین

اجتماعی نماز تہجد :-

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس نے مورخہ ۳ر دسمبر بروز اتوار با جماعت نماز تہجد ادا کرنے کا پروگرام بنایا۔ تا کہ خدام و اطفال باجماعت اس عبادت کے بابرکت فیوض سے مستفیض ہو سکیں۔

مکرم قائد صاحب نے سائقین کی معرفت خدام کو اس اجتماعی عبادت کی دعوت دی اور پھر دو وفد بنائے جو جا کر خدام کو بیدار کریں اور مقام نماز تک لائیں۔

دونوں وفود اپنے اپنے لیڈر کی نگرانی میں صبح ۳½ بجے نکلے اور خدام کو بیدار کرنا شروع کیا۔ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں میں برکت ڈالی اور نماز تہجد میں ۲۰ خدام اور ۴ اطفال نے شرکت کی۔ امامت کے فرائض مکرم رائے عبد القدیر صاحب معتمد مجلس نے ادا کئے۔ ۵½ بجے صبح نماز تہجد ہوئی اور اس کے بعد مکرم قائد صاحب نے حاضر خدام و اطفال سے فرمایا کہ وہ ذکر الٰہی کریں اور دعائیں کریں۔ تا رضائے الٰہی حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے آپ حقیقی وارث بن سکیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ رات کا آخری حصہ قبولیت دعا کا خاص وقت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ پکارنے والے کی پکار کو سنتا ہے۔

مجلس کے زیر اہتمام اس پہلے اجتماعی نماز تہجد کے پروگرام میں انصار بزرگ بھی شامل ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی کے زیر انتظام لائبریری کا قیام و افتتاح

مورخہ ۱۹ نومبر ۷۲ء بروز اتوار شام ۴½ بجے مجلس خدام الاحمدیہ ہاؤسنگ سوسائٹی کے زیر اہتمام لائبریری کے قیام کے سلسلہ میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں خدام و اطفال کے علاوہ بزرگان نے بھی شرکت فرمائی اور حاضرین کی چائے سے تواضع بھی کی گئی۔

افتتاح:۔

تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ بعدہٗ مکرم چوہدری اعجاز احمد صاحب قائد ضلع نے خدام کے ساتھ عہد دہرایا۔ نظم کے بعد ایک خادم نے "ذکرِ الٰہی کی اہمیت" پر ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ اس تقریب کی پہلی تقریر محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبشر نے فرمائی۔

اس کے بعد مکرم چوہدری عبدالوہاب صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی نے مکرم مولوی رفیق احمد صاحب جاوید مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کراچی کی خدمت میں لائبریری کے افتتاح کے لئے درخواست کی۔ محترم مولوی صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے نبی! تیرا کام یہ ہے کہ جو ہم تجھ پر نازل کرتے ہیں وہ لوگوں میں پہنچاتا چلا جا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں اس وقت تشریف لائے جب دنیا گمراہی کی طرف جا رہی تھی۔ چنانچہ آپ نے لوگوں تک خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ لوگوں نے اسے قبول کیا اور کئی لوگوں نے سخت مخالفت کی اور بہت تکالیف دیں۔ پھر آپ نے فرمایا جب تک مسلمانوں نے اسلام کی تبلیغ کو آگے بڑھایا۔ اُس وقت تک وہ کامیاب رہے۔ اسلئے چودہ سو سال قبل جو پیغام رسول کریمؐ کے ذریعہ ہمیں ملا ہے اُسے ہم آگے بڑھاتے چلے جائیں۔ اس طرح ہم مزید ترقی کرتے چلے جائیں گے۔ جب ہم تبلیغ کے کام کو چھوڑ دیں گے تو ہماری ترقی رُک جائے گی ———

تبلیغ کے لئے بنیادی عقائد کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اور جب تک ہم اپنے عقائد سے واقف نہ ہوں گے اُس وقت تک ہم تبلیغ کے کام کو صحیح رنگ میں نہیں بجا لا سکتے۔ اسلئے نوجوانوں میں مطالعہ کا شوق پیدا ہونا چاہیئے۔ اس طرح سے علم میں ترقی ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ آپ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے علم میں ترقی عطا فرمائے مجلس کے تحت جو لائبریری قائم کی جا رہی ہے وہ آپ کی سہولت کے لئے قائم کی گئی ہے تاکہ آپ اس کے ذریعہ اپنے دینی اور دنیاوی علم کو بڑھائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اپنا اچھا نمونہ پیش کریں جو تبلیغ کے لئے ایک اہم چیز ہے۔ تیسری بات دعا کی طرف خاص توجہ ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق پیدا ہوتا ہے۔ نوجوانوں کو خاص طور پر

دعا کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اس طرح سے ہم کامیابی حاصل کرتے چلے جائیں گے۔

تقریر کے بعد لائبریری کا افتتاح محترم مولوی رفیق احمد صاحب جاوید مربی سلسلہ کراچی نے فرمایا اور تمام دوستوں نے بھی لائبریری کو دیکھا۔ اس کے بعد اجتماعی دعا ہوئی۔

مجلس کے تحت بیعتیں

لائبریری کے افتتاح سے ایک دن قبل مکرم قائد صاحب کے ذریعہ چھ غیر از جماعت احباب نے بیعت کی اور بیعت فارم پر کئے۔ جو کافی عرصہ سے زیر تبلیغ تھے۔ الحمد للہ

مرتب:۔ عبدالرشید سماٹری
خصوصی نامہ نگار "خالد" برائے کراچی

مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کا سالانہ اجتماع

مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کا پانچواں سالانہ اجتماع مورخہ ۲۲، ۲۳ جولائی ۷۲ء کو لندن میں منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس جناب بشیر احمد خان صاحب رفیق نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کی صدارت میں ساڑھے چار بجے شام منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک اور عہد دہرانے کے بعد صدر اجلاس نے خدام سے خطاب فرماتے ہوئے خدام کو خوش آمدید کہا۔ انگلستان کے مختلف حصوں کے علاوہ اسالی

ملک ڈنمارک سے بھی نو خدام نے اپنے قائد مکرم عبدالہادی صاحب کی قیادت میں اجتماع میں بطور خاص شرکت کی۔ علاوہ ازیں گیمبیا جماعت کے صدر MR. SOHNA اور وہاں کے ایک اور احمدی دوست MR. Jawara نے بھی شرکت کی۔ محترم امام صاحب نے مختصر خطاب اور اجتماعی دعا کے ساتھ افتتاح فرمایا۔ بعدہٗ تلاوتِ کلام پاک اور نظم خوانی کے مقابلے ہوئے۔ دینی معلومات کا زبانی مقابلہ بہت دلچسپ اور مفید رہا۔

پروگرام کے مطابق خدام اور اطفال نے رات مشن ہاؤس میں بسر کی۔ مسجد اور محمود ہال میں قیام و طعام کا انتظام تھا۔

۲۳ جولائی بروز اتوار علی الصبح خدام اور اطفال نے باجماعت نماز تہجد ادا کی۔ نماز فجر کے بعد مکرم عطاء المجیب صاحب راشد معتمد مجلس برطانیہ نے قرآن پاک کا درس دیا۔ اس روز اجتماع کا پروگرام ایک مقام بنام ROE HAMPTON PAVILLION میں منعقد ہوا۔ پیویلین کو بڑے سلیقہ سے سجایا گیا تھا۔ متعدد انصار حضرات نے بھی شرکت کی۔ اور اس طرح خدام کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ میدانِ عمل میں خدام و اطفال کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ پیغام رسانی، رسہ کشی، میوزیکل چیئرز کے مقابلے دلچسپی کا مرکز رہے۔

میدانِ عمل میں ساتھ ساتھ تربیتی پروگرام بھی جاری رہا۔ مکرم محمد اقبال شاہ صاحب نے حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ پر تقریر کی۔

دوپہر کو گیمبیا کے جناب سوہانا صاحب نے پون گھنٹہ تک ایک دلچسپ تقریر کی۔

آخری اجلاس میں مکرم عطاء المجیب صاحب راشد نے تربیتی موضوع پر خدام سے خطاب کیا۔

آخر میں جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن و نائب صدر مجلس انگلستان نے امتیاز حاصل کرنے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے اور دعا کے ساتھ اجتماع بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ساری دنیا میں بسنے والے خدام بھائیوں کو اپنی خاص حفظ و امان میں رکھے۔ انہیں دین و دنیا کی طرف سے عائد ہونے والی ذمہ داریوں سے پوری طرح عہدہ برآ ہونے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

تمام مجالس خدام الاحمدیہ بیرون پاکستان و ہند سے درخواست ہے کہ اپنی سرگرمیوں اور کوششوں سے مرکز کو مطلع کرتی رہیں۔ مرکز سے رابطہ اور رابطہ میں تسلسل از حد ضروری ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی کوششوں میں برکت ڈالے اور ہر آن حافظ و ناصر رہے۔ آمین

مہتمم مجالس بیرون
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجالس عاملہ حلقہ جات ماڈل ٹاؤن سے

صدر محترم کا خطاب

عہدیداران ضلع لاہور کے ریفریشر کورس کے سلسلہ میں محترم صدر صاحب مرکزیہ کی لاہور آمد پر قیادت ماڈل ٹاؤن کی طرف سے محترم صدر صاحب مرکزیہ سے درخواست کی گئی کہ حلقہ جاتی و مقامی مجالس عاملہ کے اراکین کو اپنی ہدایات سے نوازیں۔

مسجد احمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور میں بتاریخ ۲۶ نبوت (نومبر) ۱۳۵۲ ہش بعد از نماز مغرب یہ اجلاس منعقد ہوا۔ زیر صدارت محترم صدر صاحب مرکزیہ پروگرام کا آغاز ٹھیک پونے چھ بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو منیر الدین صاحب عبید اللہ نے کی۔

صدر محترم نے حلقہ جاتی کارکردگی کا انفرادی جائزہ لینا شروع کر دیا۔ آپ کے ارشاد پر زعیم صاحب حلقہ ٹاؤن شپ اور پھر زعیم صاحب حلقہ رحمان پورہ نے گزشتہ ماہ کی کارکردگی کی مختصراً رپورٹ پیش کی۔ ان کے جائزہ کے دوران اور بعد میں آپ نے کارکنان کو چند ہدایات دیں جو درج ذیل ہیں:۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ کسی مجلس کے کاموں کی پیمائش کے لئے نماز تہجد کی حاضری بطور تھرما میٹر ہے۔ شعبہ تعلیم کے جائزہ کے دوران فرمایا کہ عہدیداران کو خود حسب ضرورت مرکز سے کتب منگوانی چاہئیں اور خدام کو

قیمتاً دینی چاہئیں۔ اس طرح کتب سلسلہ کے خریدنے
اور پڑھنے کا شوق بڑھے گا۔ دوسرے عہدیداران
کو بقیہ خدام سے آگے ہونا چاہیئے کہ خدام کی ضرورت
سے قبل متعلقہ کتب مہیا کردی جائیں۔ مطالعہ کے سلسلہ
میں سائقین کے ذریعہ بار بار یاددہانی کرائیں اور اس
حد تک مطالعہ کے پروگرام کی تشہیر کریں کہ ہر فرد کو علم
ہو کہ اس ماہ فلاں کتاب کا امتحان مجلس کی طرف سے
مقرر ہے۔ ناظم صاحب تعلیم نے رپورٹ پیش کی کہ مرکز
سے اس ماہ کتاب کے تعین میں تاخیر کی وجہ سے ہم نے
اس ماہ کے لئے "احمدیت کا پیغام" مقرر کر کے قریباً ۱۵۰
کی تعداد میں تقسیم کی ہیں نیز سائقین کے ذریعہ مطالعہ کی
نگرانی اور حلقوں میں اس کتاب کا درس ہو رہا ہے نیز
پرچہ بھی تقسیم کیا جا رہا ہے۔

شعبہ اصلاح وارشاد کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت
مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ اگر ہم چوہوں کی طرح بلوں
میں گھسے رہے تو اشاعت اسلام نہ ہو سکے گی ہمیں تو
باز کی طرح شکار پر جھپٹنا ہوگا۔ چند حلقوں کی تبلیغ
براہ محبت کی رپورٹ پیش کی گئی تو فرمایا کہ حضور ایدہ اللہ
تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ امت مسلمہ کو پوری انسانیت کی
خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ خدمت خلق تبلیغ کرنے
والی جماعت کے لئے بہت ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں
اس قدر کام ہو کہ بوجہ احسان کوئی جماعت کے خلاف
بولنے کی طاقت نہ رکھے اور انہیں ہمارے بارے
میں حسن ظن ہو۔ تبلیغ براہ محبت اسی لئے ضروری ہے۔
فرمایا کہ شعبہ خدمت خلق اور اصلاح و ارشاد کے تحت
مشترکہ کام ہونا چاہیئے۔ خدام کو انڈسٹریل اداروں
کے دکھانے کی اہمیت بھی آپ نے بیان فرمائی۔

امور طلباء کے سلسلہ میں فرمایا کہ طلباء کو مہینہ میں
ایک بار اکٹھا کر کے ان کو ملکی ترقی اور اپنے مستقبل
کا احساس دلائیں۔ طلباء کو ان ذمہ داریوں کی تیاری
کرنی چاہیئے جو ان پر بعد میں پڑنے والی ہیں۔ آپ
نے فرمایا کہ جو طالب علم مندرجہ ذیل کتب کو پڑھ لے گا
اس کا ذہن موجودہ اندھیروں سے محفوظ رہے گا۔

احمدیت یعنی حقیقی اسلام۔ اسلام کا
اقتصادی نظام۔ اسلام کا اقتصادی
نظام اور اس کا فلسفہ۔

فرمایا کہ طالب علم کو وقت کی قدر و قیمت جانتے
ہوئے تعمیری کاموں میں لگانا چاہیئے۔ احمدی طلباء کو
دو دو مل بیٹھ کر کسی موضوع پر ٹھوس اور سنجیدہ بات
چیت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ آپ نے مزید
فرمایا کہ طالب علم قوم کا بہت بڑا سرمایہ ہیں ان کی
حفاظت کرنی چاہیئے ـــــ میں سمجھتا ہوں
کہ ان کی قدر و قیمت ہماری نسبت زیادہ ہے۔
کیونکہ ان پر آنے والی عظیم ذمہ داریاں بہت بڑی
ہوں گی۔

بعض طلباء کے استفسار پر کہ کیا طلباء کو
کتب کی خریداری میں کوئی رعایت دی جا سکتی ہے؟
فرمایا کہ جس خادم (طالب علم) کے متعلق قائد صاحب
ماڈل ٹاؤن یہ بتلائیں کہ اس نے سمجھ کر "احمدیت یعنی
حقیقی اسلام" مکمل پڑھ لی ہے تو میں اس کی نصف قیمت

ادا کر دوں گا۔

باہمی گفت و شنید اور ہدایات کا یہ سلسلہ قریباً دو گھنٹے جاری رہا جسے سب حاضرین نے انتہائی انہماک سے سُنا۔ اختتام سے قبل صدر محترم نے قائد صاحب ماڈل ٹاؤن کی درخواست پر گزشتہ سہ ماہی میں بہترین کارکردگی پر تین ناظمین کو سندات امتیاز عطا فرمائیں۔ دعا پر یہ اجلاس ختم ہوا۔ جس کے بعد صدر محترم نے جملہ اراکین مجلس عاملہ حلقہ جات ماڈل ٹاؤن کے ہمراہ رات کا کھانا نوش فرمایا۔ صدر محترم کے ہمراہ معتمد صاحب مرکزیہ اور چند مہتممین کرام بھی تشریف لائے تھے۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ان ہدایات پر مجلس کو احسن طور پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

(شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ ماڈل ٹاؤن لاہور)

کارکردگی کے لحاظ سے
سال ۱۳۵۱ھ ش / ۱۹۷۲ء میں قیادت ہائے اضلاع کا مقام

۱۔ لاہور اوّل

۲۔ سرگودھا دوم

۳۔ تھرپارکر سوم

اس کے بعد پانچ پوزیشن حاصل کرنے والے اضلاع کے نام بالترتیب درج ذیل ہیں:-

۴۔ ساہیوال۔ ۵۔ گوجرانوالہ۔ ۶۔ لائلپور۔ ۷۔ شیخوپورہ

۸۔ جہلم

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

ایک پریس کانفرنس

اشاعت قرآن مجید کی تکمیل کے سلسلہ میں گزشتہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مکرم بشیر احمد صاحب شمس امیر سیرالیون نے احمدیہ مسلم مشن ہاؤس فری ٹاؤن میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا جس میں اخبارات، ریڈیو اور محکمہ اطلاعات کے نمائندوں کو دعوت دی گئی تھی۔ اس پریس کانفرنس کی رپورٹ ریڈیو سیرالیون نے یوں نشر کی:-

"امیر اور مشنری انچارج احمدیہ مشن سیرالیون نے آج اس بات کا اظہار کیا کہ ان کا مشن سیرالیون میں تعلیمی، طبی اور مذہبی سہولتوں کو مزید پھیلانا چاہتا ہے۔ مولانا شمس صاحب نے ہمارے رپورٹر سے بات کرتے ہوئے آج صبح کہا کہ احمدیہ مشن ملک میں طبی سہولتیں مہیا کرنے کے لئے پہلے ہی چار طبی مراکز خورو، بواجے بو، سینگبی اور روکوپر میں کھل چکے ہیں۔ آپ نے مزید کہا کہ اس طرح تعلیمی میدان میں بھی مشن نے سیکنڈری اسکولز جاری کئے ہیں۔

آپ نے امید ظاہر کی کہ مزید ماہرین تعلیم و طب جلد ہی پاکستان سے ملک کی خدمت کے لئے بھجوائے جائیں گے۔ مذہبی سرگرمیوں کے ضمن میں مولوی شمس صاحب نے کہا کہ قرآن مجید کی اشاعت اب اُن کا نیا پروگرام ہے تاکہ اس ملک کے باشندے قرآن مجید کو بہتر طریق پر پڑھ اور سمجھ سکیں۔ آپ نے نائب صدر مملکت سے اپنی چند روز قبل ملاقات کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے مشن کے کام پر پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ مولوی شمس صاحب نے مزید فرمایا کہ اُن کے مشن کا مقصد اس ملک میں اسلام کی اشاعت ہے۔ چنانچہ قرآن مجید ایک لاکھ کی تعداد میں شائع کر کے ملک کے ہر حصہ میں بھجوایا جائے گا۔ اس سے لوگوں کو اپنے مذہب کے سمجھنے میں مدد ملے گی۔ آپ نے تمام مسلمانوں کو ترغیب دی کہ وہ اسلامی تعلیم کو رمضان کے بعد بھی اپنائے

رہیں۔
آپ نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے سیرالیون کے دورہ میں کا مقصد یہاں کے لوگوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا اور سیرالیون میں اسلام کی ترقی کا معائنہ کرنا تھا، کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے کہا کہ اس دورہ کے بعد جو پروگرام تعلیمی وطبی ترقی کے لئے حکومت کو پیش کیا گیا تھا اُس نے اب پھل لانا شروع کر دیا ہے"۔

محمد اسماعیل منیر
سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ

اطفال الاحمدیہ کا وظیفہ

اطفال الاحمدیہ کے وظیفہ کے امتحان میں اوّل اور دوم پوزیشن حاصل کرنے والے اطفال (۱) مقصود الحق ربوہ
(۲) عقیل احمد ناصر آباد سندھ
علی الترتیب سال بھر کی پوری اور نصف فیس کے انعام کے حقدار ٹھہرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے۔ عنقریب کسی تقریب میں انعامات دیئے جائیں گے۔ انشاء اللہ

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اعلان

شعبہ اصلاح وارشاد کے زیر انتظام تبلیغ سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ہدایات جمع کی جا رہی ہیں۔ مبلغین کرام اور دوسرے احباب سے تعاون کی درخواست ہے۔ اگر آپ کے پاس یا آپ کے علم میں ایسی ہدایات ہوں تو براہ کرم مجلس مرکزیہ میں اطلاع دیں تا آپ کے دوسرے بھائی بھی ان سے استفادہ کر سکیں۔

مہتمم اصلاح وارشاد
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

خریدارانِ "خالد"

سے

گزارش ہے کہ وہ اپنے ذمہ کے بقایا چندہ کو ادا فرما کر ادارہ سے تعاون فرمائیں۔ (مینیجر ماہنامہ خالد ربوہ)

فون نمبر فیکٹری: ۲۹۴۶ — فون نمبر آفس: ۲۳۵۴
فون نمبر دکان: ۲۴۰۳ — فون نمبر رہائش: ۷۶۹۱-۷۶۱۶-۷۶۱۳
• ہم اپنے کرم فرماؤں سے گزارش کرتے ہیں کہ پارچات خریدتے وقت سفینہ پرنٹنگ کے پارچات طلب فرمائیں۔
• سفینہ پرنٹنگ کے پارچات واقعی دلفریب ہیں جو ڈیزائنوں میں لاجواب اور رنگوں میں جاذبِ نظر ہیں۔
سفینہ
پرنٹنگ اینڈ ڈائنگ ورکس
مقبول روڈ۔ لائل پور
برانچ آفس:۔ عبداللہ کلاتھ ہاؤس۔ ریل بازار۔ لائلپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔۔۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
و علی عبدہ المسیح الموعود
ھو الناصر
فون نمبر دکان ۵۸۴۴۴
فون نمبر رہائش ۴۷۱۵
گرم پارچات کا سٹاک آ گیا ہے
دُھسّے ڈبل و سنگل - چادریں پلین و کڑھائی والی - شالیں پے بی وغیرہ - نیز ہر قسم ساٹن و لیڈی ہملٹن رنگدار و پھولدار اور سوٹ شنیل کڑھائی والے و شال شنیل ہر قسم اور سٹیپل کی چادریں وغیرہ نئے ڈیزائنوں میں۔
تھوک نرخوں پر خریداری کے لئے ہمارے ہاں تشریف لاویں!
مجید اینڈ کو کلاتھ مرچنٹس ۔ دکان ۱۲ و ۱۳
مراد کلاتھ مارکیٹ ریل بازار لائلپور

Nusrat Art Press Rabwah
Regd. No. L 5830
JANUARY 1973
SULH, 1352